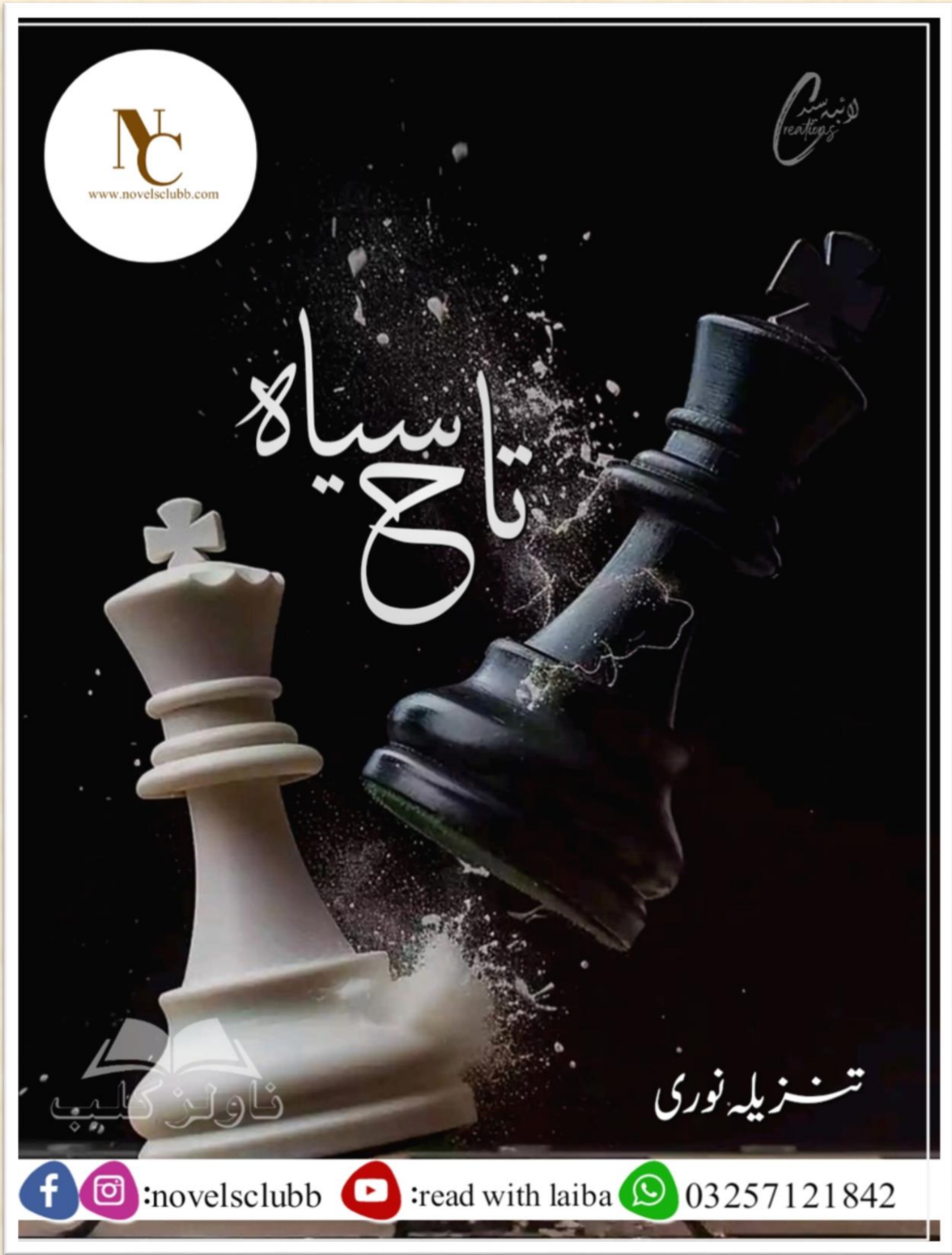
www.novelsclubb.com
سیاہ تاج
تنزیلہ نوری
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

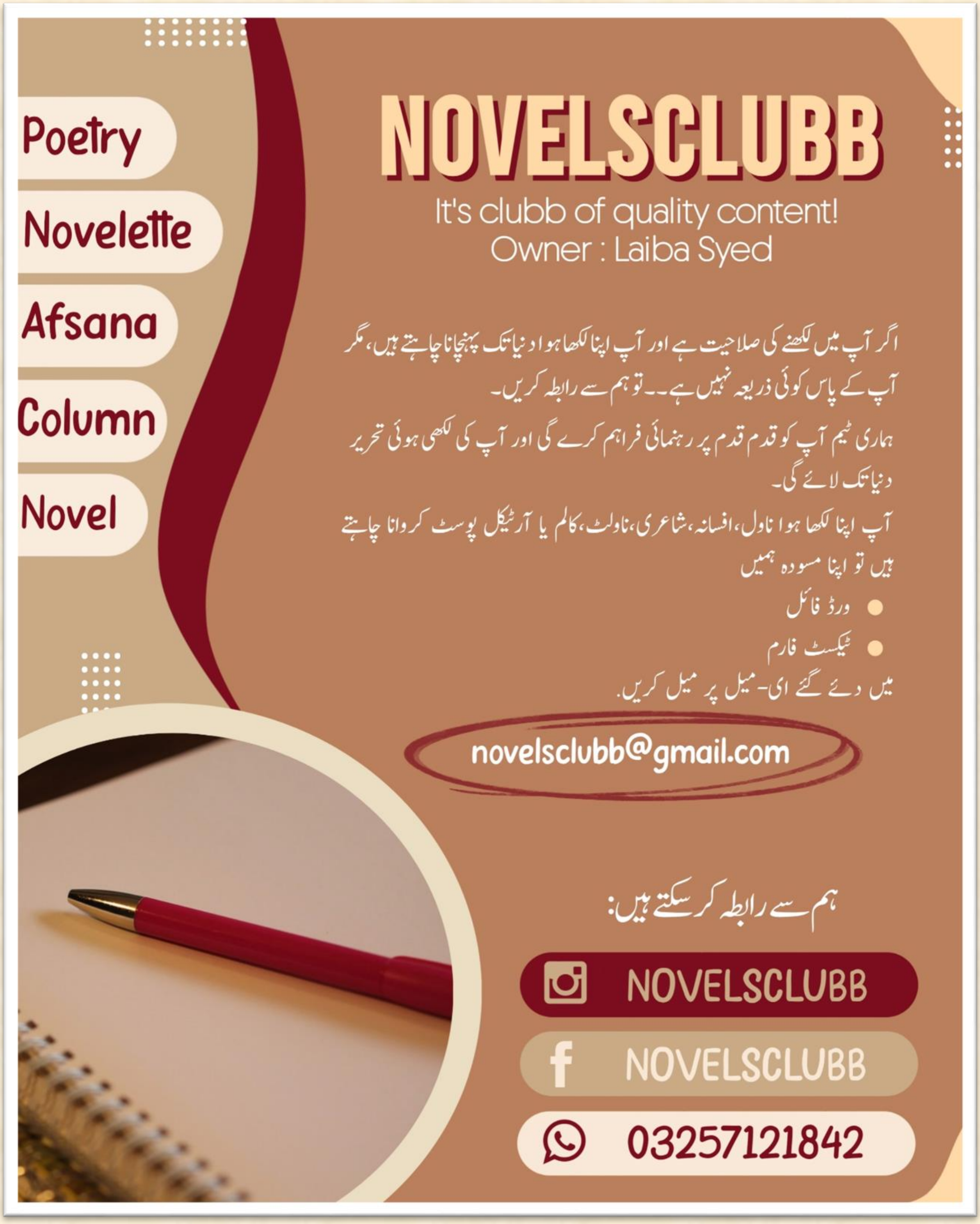
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

سیاہ تاج

از قلم

تنزیلہ نوری

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

سیاہ تاج

(تنزیلہ نوری)

پیش لفظ

ہر ناول صرف لفظ کا مجموعہ ہونا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی احساسات، حقیقتوں اور زندگی کے تجربات کا آئینہ دکھاتا ہے۔ یہ ناول لکھنے کا مقصد بس اتنا ہے کہ جو معاشرے میں پائی جانے والی ناانصافی، طاقت، غرور اور سچ کی جدوجہد کو بیان کیا ہے اس کہانی کے کردار صرف تصور نہیں بلکہ ہمارے معاشرے کی جھلک ہیں یہ ناول اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ کبھی کبھی حالات انسان کو مشکل راستوں پر لے آتے ہیں مگر حوصلہ سچائی اور ایمان ساتھ ہو تو اللہ ہر اندھیرے کو روشنی میں بدل بدل دیتا ہے

امید ہے یہ ناول نہ صرف آپ کو ایک دلچسپ سفر پر لے جائے گا بلکہ آپ کے دل میں کچھ سوال سچائیاں بھی اُجاگر کرے گا۔۔۔

شہر میں خاموشی تھی۔ سڑکوں پر گاڑیوں کا شور نہ ہونے کے برابر تھا قہقہوں کی آوازیں جیسے کسی نے نگل لی ہو ہوا میں ایک انجانا سا بوجھ تھا ایسا لگتا تھا جیسے اندھیرے نے سانس روک رکھی ہو۔ سڑک کے کنارے کھڑے لوگ نظریں جھکائے ہوئے تھے۔

کوئی موبائل پر بات نہیں کر رہا تھا۔ کوئی سگریٹ سلگاتا نظر نہیں آرہا تھا سب جانتے تھے۔ آج رات وہ فعال ہے۔ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا کوئی اس کی شناخت نہیں جانتا تھا بس ایک نام تھا "سیاہ تاج" اور یہی نام شہر کے لیے خوف تھا۔ وہ آتی تو کوئی شور نہیں خون نہیں بہتا تھا صرف فیصلے ہوتے تھے ایک ویران گودام کے اندر چند لوگ سانس روکے کھڑے تھے۔ دروازہ آہستگی سے کھلا قدموں کی آواز نہیں تھی مگر موجودگی نے سب کو جکڑ لیا۔ سیاہ لباس چہرے پر نقاب آنکھیں صاف نظر نہیں آرہی تھیں مگر آواز اُس کی کسی نے نہیں سنی تھی وہ بس ہاتھوں سے اشارہ کرتی تھی لیکن آج وہ پہلی دفعہ کسی مجرم کے سامنے بولتی ہے میں حکم نہیں دیتی میں انتخاب دیتی ہوں۔ سب کی نگاہیں زمین پر جم گئیں مجرم ہکا بکا رہ گیا ایک مافیا ڈون لڑکی ہے سیاہ تاج یہ ہے اس کی آواز گونجی دو راستے ہیں وہ ایک قدم آگے بڑھی ایک وہ جس میں تم آج یہاں سے چلتے ہو اور دوسرا وہ جس میں تمہیں یہ شہر دوبارہ نہیں

پہچانتا۔خاموشی چیخ بن گئی۔ کسی نے سوال کرنے کی یا نِگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرئت نہیں کی کیونکہ وہ سب جانتے تھے یہ لڑائی طاقت کی نہیں حوصلے کی ہے۔اسی لمحے شہر کے دوسرے کونے میں ایک شخص کھڑکی کے سامنے کھڑا یہ سب مانیٹر کررہا تھا۔پولیس یونیفارم کندھے سیدھے آنکھوں میں ضد اور قانون پر یقین اس کے پاس اختیار وسائل اور ایک مقصد بھی تھا ۔یہ نام اب بہت ہو چکا ہے اس نے آہستہ سے کہا جو بھی ہے آج نہیں تو کل اسے قانون کے سامنے آنا ہی ہو گا۔اسے نہیں معلوم تھا کہ جسے وہ سمجھ رہا ہے وہ اس کی سوچ سے کہیں زیادہ قریب ہے۔ گودام میں نقاب والی شخصیت مڑتی ہے تو فیصلہ ہُوا۔ایک راستہ چُن لیا گیا تھا۔وہ بغیر پیچھے دیکھے اندھیرے میں گم ہو گئی۔ لیکن سب جانتے تھے یہ بس شروعات تھی کیونکہ جب نام ہی خوف بن جائے تو پہچان کا گرنا وقت کی بات ہوتی ہے۔۔وہ اندھیرے میں غائب ہو گئی مگر اس کا کام ختم نہیں ہوا تھا۔ گودام سے نکلتے ہی اس نے کان میں لگے چھوٹے سے آلے کو چھوا ایک مختصر سا جملہ کہا۔مرحلہ اوّل مکمل دور کہیں شہر کے مختلف حصوں میں چیزیں حرکت میں آنا شروع ہو چکی تھی جن لوگوں نے پہلا راستہ چُنا تھا وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ بچ گئے ہیں مگر اصل امتحان اب شروع ہونا تھا۔وہ قتل نہیں کرتی تھی وہ نقاب اُتارتی تھی اگلے دن اخبارات میں کوئی خون آلود خبر نہیں تھی مگر اخبارات اور شہر میں سرگوشیاں تھیں

Clubb of Quality Content

کہ کسی بڑے بزنس مین کی غیر قانونی فائلیں لیک ہو گئیں کسی بااثر شخص کا نام اچانک تحقیقات میں آگیا۔ کسی نے خود خاموشی سے شہر چھوڑ دیا۔ سب وہی لوگ تھے جو رات گودام میں کھڑے تھے۔ یہ اس کا طریقہ تھا بچاؤ کا راستہ بھی سزا سے خالی نہیں ہوتا تھا بس وہ سزا قانون کے اندر رہ کر دیتی تھی۔

پولیس آفیسر کی میز پر فائلوں کا ڈھیر بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک بات عجیب تھی۔ جہاں جہاں وہ نام فعال ہوتا وہاں جرم کم ہو جاتا تھا مگر اثر ورسوخ رکھنے والے لوگ بے نقاب ہو جاتے تھے اس نے پہلی بار سوچا یہ صرف ایک مجرم نہیں یہ کسی نظام کو توڑ رہا ہے۔ اس کی میز پر ایک بند لفافہ رکھا تھا۔ نہ بھیجنے والے کا نام نہ کوئی نشان صرف ایک جملہ قانون نابینا نہیں ہوتا بس سچ کو سامنے آنے میں وقت لگتا ہے۔ ہم ایک ہی طرف ہیں فرق صرف راستے کا ہے۔ اس کے ہاتھ سخت ہو گئے۔ یہ پیغام کسی دھمکی کا نہیں تھا بلکہ دعوت کا تھا۔ اسی رات وہ نقاب والی شخصیت ایک پرانی عمارت کی چھت پر کھڑی تھی۔ اور نقاب اتارا چہرہ جوان تھا آنکھوں میں تھکن نہیں فیصلہ تھا۔ اس نے شہر کو دیکھا اور آہستہ سے کہا جب تک یہ شہر خوف سے آزاد نہیں ہو جاتا میں سایہ بن کر چلتی رہوں گی اور دور پولیس آفیسر نے پہلی بار مان لیا یہ جنگ

مجرم اور قانون کی نہیں یہ جنگ سچ اور اختیار کی ہے پولیس کبھی آمنے سامنے نہیں ملتی نہ ہی جانتی ہے کہ وہ ایک لڑکی ہے پولیس آفیسر نے جو فائل دیکھی تھی وہ کسی نے ہاتھ میں تھما کر نہیں دی تھی وہ فائل اس کے سرکاری سسٹم میں اچانک نمودار ہوئی تھی۔نہ کوئی لاگ نہ کوئی آئی ڈی نہ کوئی ڈیجیٹل نشان بس سچ اس نے فوراً ٹیم بٹھائی مگر مسئلہ یہ تھا کہ جسے وہ ڈھونڈ رہے تھے وہ کہیں موجود ہی نہیں تھا نہ کیمرہ نہ فون سگنل نہ مخبر میں صرف فیصلوں کے بعد کا سکوت ادھر نقاب والی شخصیت ایک بالکل مختلف دنیا میں تھی وہ اکیلی نہیں تھی مگر اس کے ساتھ اس کی بہن کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔کتابیں کمپیوٹر اسکرین پرانی فائلیں اور بچپن کی کچھ دھندلی یادیں اس کی خُوبصورت یادیں تھی وہ اب اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔نقاب ہٹانے کے بعد چہرے پر کوئی سختی نہیں تھی بس ایک ایسی سنجیدگی جو وقت سے پہلے پیدا ہو گئی تھی۔اس نے خود سے کہا جب تک وہ مجھے نام سمجھتے رہیں گے میں محفوظ ہوں جس دن انہوں نے مجھے انسان سمجھ لیا اس دن کھیل ختم ہو جائے گا۔پولیس کی غلط فہمی تھی کہ پولیس کے لیے وہ ایک مرد تھا عمر نامعلوم طاقتور نیٹ ورک کا سربراہ بے رحم مافیا لیڈر یہی رپورٹ تھی۔کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا

کہ یہ سب ایک لڑکی کر رہی ہے جو سایوں میں پلی بڑھی تھی۔اس کا اصل کھیل وہ جرم نہیں روکتی تھی وہ جرم سے پہلے خوف پیدا کرتی تھی۔ جن لوگوں کو پیغام ملتا وہ سمجھ جاتے یہ پولیس نہیں یہ عدالت بھی نہیں یہ انجام ہے اکثر لوگ ٹر خود ہی شہر چھوڑ دیتے کچھ خود ہی قانون کے پاس پہنچ جاتے اور کچھ خاموشی سے ٹوٹ جاتے اور وہ؟ وہ کہیں بھی نہیں ہوتی تھی

اور ہر جگہ ہوتی تھی۔ پولیس آفیسر کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اس نے آہستہ سے کہا یہ آدمی نہیں ہے یہ ایک سوچ ہے ہماری سوچ سے بھی آگے دور کہیں نقاب والی لڑکی نے مسکرا کر کہا جب تک وہ مجھے سوچ سمجھتے رہیں گے میری پہچان محفوظ رہے گی۔ کیونکہ یہ جنگ سامنے آنے کی نہیں تھی یہ جنگ چھپے رہنے کی تھی۔ وہ جائے نماز بچھا کر کھڑی ہوئی۔ کمرے میں خاموشی تھی خاموشی جو دل کے اٹھتے طوفان کو بھی دبا دیتی ہے اس نے نیت باندھی تو اُسے لگا جیسے ساری تھکن سوال سب خدشے ختم ہو گئے ہو ہر سجدے میں اس کا دل ہلکا ہوتا جا رہا تھا جیسے وہ خود کو نہیں اپنی جنگ کو اللہ کے حوالے کر رہی ہو یہ وہ پل تھا جہاں اسے نقاب اوڑھنے کی ضرورت نہیں تھی سلام پھیرتے ہی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ ہونٹ

ہلے مگر ایک لفظ نہی بول پائی بس آنکھوں میں ایک سکون نمی آئی تبھی دروازہ پر دستک ہوئی

--

آپی...؟

یہ اس کی چھوٹی بہن کی آواز تھی وہ دروازے کے پاس کھڑی شائد کافی دیر سے اسے دیکھ رہی تھی اس نے جلدی سے آنکھیں پونچھیں اور مسکرائی۔اُس نے پوچھا کیا ہوا آپی ؟آپ دعامیں رو رہی تھی۔اُس نے جواب نہی دیا بلکہ پوچھا فاطمہ بچّے اس وقت کیوں آ گئیں ؟"اُس نے عام سے لہجے میں کہا آپی آپ سے بات کرنی تھی وہ اس کے پاس فرش پر بیٹھ گئی۔

پتا نہی دل گھبرا رہا تھا سوچا آپ کے پاس آجاؤں وہ لمحہ بھر اسے دیکھتی رہی۔ چھوٹی سی عمر، معصوم آنکھیں اور وہ اعتماد جو بے خبری میں کسی پر رکھ دیا جاتا ہے۔اس نے فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔کچھ نہیں ہوگا جب تک میں ہوں۔

فاطمہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

آپ ہمیشہ ایسے کیوں کہتی ہیں؟ جیسے آپ سب کچھ جانتی ہے اور میں کچھ بھی نہیں۔ام ہانی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی جائے نماز سمیٹتے ہوئے بولی کیونکہ کچھ جنگیں

بتائی نہیں جاتی بس لڑی جاتی ہے فاطمہ اب بھی خاموش رہی مگر اس کے دل میں سوال اب بھی تھے ہانی جانتی تھی کہ ایک دن یہی سوال اسے سچ کے بہت قریب لے آئیں گی مگر ابھی نہیں ابھی اس کی پہچان کا محفوظ رہنا سب سے ضروری تھا۔فاطمہ اب بھی خاموش تھی۔اس کی آنکھوں میں بہت سوال تھے۔وہ جانتی تھی کہ ام ہانی کی ہر بات اور خاموشی کے پیچھے کوئی نہ کوئی راز ضرور ہے۔فاطمہ صرف کہانیاں نہیں سنتی تھی وہ چیزوں کو جوڑتی تھی اور آج پہلی بار اسے احساس ہوا کہ ام ہانی سب کچھ جانتی ہے سانسوں کی رفتار سے لے کر اس کی بے چینی تک۔۔۔

کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی ام ہانی کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی نظریں سامنے دیوار پر جمی ہوئی تھیں جیسے کسی آنے والے خطرے کا نقشہ وہاں بنا رہی ہو تم زیادہ سوال نہیں کرتیں ام ہانی نے آہستہ سے کہا مگر میں جانتی ہوں تم سب سمجھتی ہو۔فاطمہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور ام ہانی کا چہرہ دیکھتی رہی فاطمہ کچھ سچ وقت سے پہلے جان لیا جائے تو جان لیوا ہو جاتا ہے اس نے دھیمے لہجے کہا ام ہانی کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی یہ وہی مسکراہٹ تھی جو اکثر خطرے سے پہلے آتی ہے وہ آگے بڑھی فاطمہ کے پاس آکر بیٹھ گئی۔آج رات یہاں سو جاؤں ہانی آپی اس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نے کہا ہاں سو سکتی ہو مگر آپ وعدہ کرے کے اپ اپنی پڑھائی پر دھیان دے گی فاطمہ نے
کچھ کہنا چاہا مگر رک گئی۔ وہ جانتی تھی یہ ضد کمزوری کی نہیں حفاظت کی علامت تھی۔ ام ہانی
کسی کو اپنے قریب رکھتی تو صرف دو وجہ سے یا تو وہ اس پر مکمل بھروسا کرتی تھی یا پھر اسے
کھونا نہیں چاہتی تھی چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہانی نے لہجہ بدل لیا۔ اب وہ ہانی نہیں بلکہ وہ
لیڈر تھی جس سے پورا شہر ڈرتا تھا۔ کل کا کام آسان نہیں ہے اس نے کہا۔ سرحد کے اس پار
ایک سودا ہونے والا ہے کوئی خون نہیں بہے گا۔ اگر سب نے عقل سے کام لیا تو۔ فاطمہ
حیران اور پریشان ہوئی اور بولی اور اگر نہیں ؟ ام ہانی کی آنکھوں میں اندھیرا سا لہرا گیا۔ پھر
میں صرف دروازے بند کروں گی۔ راستے خود مکمل ہو جائیں گے۔ فاطمہ نے دل ہی دل میں
فیصلہ کر لیا وہ ابھی سوال نہیں کرے گی ابھی اس کی پہچان کا محفوظ رہنا سب سے ضروری
تھا۔ کیونکہ کچھ جنگیں سامنے آکر نہیں لڑی جاتی خاموشی سے جیتی جاتی ہیں۔ رات کافی گزر
چکی تھی۔ باہر ہوا میں خنکی تھی اور کمرے کے اندر عجیب سی ٹھہری ہوئی خاموشی۔ فاطمہ
کھڑکی کے پاس پردے کے کنارے کو انگلیوں میں لپیٹے ہوئے کھڑی تھی وہ ابھی سوئی نہیں
تھی پیچھے سے ہانی کی آواز آئی اگر ڈر لگ رہا ہے تو کہہ دو۔ فاطمہ چونکی نہیں بس سمجھنے کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوشش کر رہی ہوں۔ہانی آہستہ آہستہ اس کے قریب آئی اس دفعہ کوئی حکم نہیں نہ کوئی ضد کی صرف ایک تھکن زدہ انسان کھڑا تھا وہ جسے سب سیاہ تاج کہتے تھے۔

فاطمہ میں تمہیں سب کچھ نہیں بتا سکتی سیاہ تاج نے صاف لفظوں میں کہا مگر جتنا بتاؤں گی سچ بولو گی فاطمہ نے اس کی طرف پوری طرح رخ کیا مجھے سچ مکمل نہیں چاہیے ہانی آپی یہ جاننا ہے کہ میں اندھیرے میں اکیلی نہیں ہوں یہ جملہ ہانی کے لیے غیر متوقع تھا چند لمحے وہ خاموش اُسے دیکھتی رہی پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی چِپ نکالی اور فاطمہ کی ہتھیلی پر رکھ دی اگر کبھی میں واپس نہ آؤں تو یہ تمہیں بتا دے گی کہ آگے کیا کرنا ہے۔فاطمہ کی سانس رک گئی آنکھوں میں نمی اگی اُس نے روندھی سی آواز میں کہا آپی۔۔ پھر وہ خاموشی ہو گئی یہ راز نہیں تھا یہ ذمہ داری تھی یہ بہت بڑا بھروسا ہے اس نے دھیرے سے کہا ہانی کی آواز پہلی بار سخت نہیں تھی۔

اور یہ بھروسا ہر کسی پر نہیں صرف تم پر کرتی ہو فاطمہ۔۔۔کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی مگر اب وہ خالی نہیں تھی یہ وہ خاموشی تھی جس میں دو بہنوں کے درمیان یقین کا گہرا تعلق تھا فاطمہ نے چِپ کو مضبوطی سے مٹھی میں بند کیا۔میں اسے کھولوں گی نہیں جب تک آپی آپ

خود نہ بولیں ہانی نے بس سر ہلایا۔فاطمہ نے چِپ کو مضبوطی سے مٹھی میں بند کیا اس کی آنکھوں میں ضد نہیں یقین تھا۔

اُم ہانی جو اس معافیاں کی دنیا میں سیاہ تاج کے نام سے جانی جاتی تھی وہ اپنے دوسرے کمرے میں آئی کمرہ سادہ تھا نہ بس ایک میز ایک کرسی اور دیوار پر لگی گھڑی جس کی ٹِک ٹِک وقت کی گواہی دے رہی تھی وہ سونے کے لیے لیٹی مگر نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اس نے ایئر پیس آن کیا۔اس نے دھیمی آواز مگر حکم صاف لفظ میں دیا آج کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے چاروں زون الرٹ پر رہیں۔کوئی غیر معمولی حرکت ہو تو فوراً رپورٹ دینا مجھے کل کا دن بہت اہم ہے۔دوسری طرف سے ایک ایک کرکے مختصر سا جواب ملا سمجھ گئے باس ہر راستہ کور ہے۔کوئی خلا نہیں چھوڑا گیا ہے

ہانی نے آنکھیں بند کی۔ہر قدم ردِ عمل سب طے شدہ ہے سارا منصوبہ جو اس نے تیار کیا تھا اُس کے زہن میں نقش تھا وہ لڑتی نہیں تھی وہ چال چلتی تھی۔صبح ٹھنڈی ہوائے چل رہی تھی۔سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے آج شہر کے سب سے طاقتور دفتر میں خاموشی تھی۔

چیف منسٹر میر شاہ اپنی میز پر رکھی فائل کو دیکھ رہا تھا۔ یہ عام فائل نہیں تھی۔ سرورق پر لکھا تھا اس نے فائل کھولی۔ چند صفحات دیکھے کچھ ادھوری معلوماتِ تھی۔ لکھا تھا یہ شخص نظر نہیں آتا مگر اس کا ذکر ہر جگہ ہے۔ سیاہ تاج کی کہیں بھی کوئی تصویر کوئی ٹھوس شناخت نہیں تھی میر شاہ نے فائل بند کی اور کرسی سے ٹیک لگا لی وہ تیس سالہ پُرکشش سنجیدہ سیاہ آنکھوں والا مرد تھا۔ میر شاہ سیاست میں اپنی ایمانداری کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔ طاقت اور پیسہ اس کے پاس تھی سیاسیات اُسے وراثت میں ملی تھی مگر چہرے پر غرور رتی بھر نہیں تھا اس نے سیاہ تاج کا کیس سلجھانے کی ضد باندھ لی تھی وہ پہلی بار سیاہ تاج نام پر یوں رُکا تھا وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا سیاہ تاج۔۔ اس نے آہستہ سے یہ نام دہرایا۔ یہ کون ہے جو پورے شہر کو بغیر نظر آئے ہلا رہا ہے؟ اس نے بیل بجائی۔ مجھے یہ شخص چاہیے۔ اس نے فیصلے دینے والے انداز میں حکم دیا سیاہ تاج اس کا کوئی نام نہیں چہرہ نہیں مگر سچ کچھ اور ہی ہے جو ہمیں نظر نہیں آ رہا۔ اس کو ڈھونڈنا اب ضروری ہے۔

کھڑکی کے باہر شہر جگ مگ کر رہا تھا اور شہر کے کسی کونے میں سیاہ تاج بھی آسمان کی طرف دیکھ کر کچھ ذہن میں سوچ رہی تھی۔ دونوں ایک ہی شہر میں تھے اور اب دونوں کے راستے

آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی۔ میز پر نقشے پھیلے ہوئے تھے سرحدی راستوں کے مارک بنائے گئے تھے اور چند خفیہ فائل سب کچھ اپنی جگہ تھا۔ ہانی خاموشی سے اب بیلٹ درست کر رہی تھی سادہ سیاہ لباس آج وہ مضبوط مکمل سیاہ ہے تاج تھی۔ فاطمہ دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ اس کی مٹھی اب بھی بند تھی آپ واپس آجاؤ گی نا؟ آواز مضبوط رکھنے کی کوشش کی لیکن اس کی لرزش چھپ نہ سکی۔

ہانی نے پلٹ کر دیکھا۔ ابھی وہ باس نہیں تھی صرف بڑی بہن اور اس کی دوست تھی اُس نے آہستہ سے کہا میں وعدے نہیں کرتی فاطمہ بچّے

میں حساب کے ساتھ چلتی ہوں۔ پھر فاطمہ آگے بڑھی اور کہا میں جانتی ہوں ہانی آپی سرحد پار جو ہو رہا ہے وہ صرف اسمگلنگ نہیں ہے وہ لوگ بچوں اور عورتوں کو بھی استعمال کر رہے ہیں بولتے ہوئے اس کی انکھوں میں خوف کم سمجھ زیادہ تھی ہانی کے چہرے پر ایک سخت سایہ آیا اسلئے جانا ضروری ہے۔ اس نے نقشے پر ایک نشان رکھا۔ اگر یہ راستہ بند نہ ہوا تو شہر میں بہت لوگ محفوظ نہیں رہے گے۔ فاطمہ نے چپ اس کے سامنے رکھی۔ یہ آپ کی انشورنس

ہے۔اگر کچھ بھی وہ رک گئی ہانی نے چپ کو نہیں اٹھایا۔اُس کی آواز پر سکون تھی اگر میں نہ لوٹی تو تم اسے کھولو گی۔ مگر اس سے پہلے نہیں۔کچھ لمحے کو کمرے میں خاموش چھا گئی

فاطمہ نے پوچھا آپ اکیلی جا رہی ہو؟ ہانی نے ایئر پیس اٹھاتے ہوئے کہا اکیلی نہیں بس اپنے آدمیوں کے ساتھ پھر اُس نے فاطمہ کی طرف دیکھا اور تم یہاں سب کچھ سنبھالو گی۔فاطمہ کی آنکھیں نم ہو گئی اور اس نے سر ہلایا سیاہ تاج کو سب مانتے ہیں مگر میں آپ کو جانتی ہوں۔ ہانی نے پہلی بار ہلکا سا مُسکرا دیا۔اسی لیے تم مضبوط ہو فاطمہ۔۔وہ اب تیار ہو گئی تھی جانے کے لیے اس کے سارے بندے بس حکم کی ہاں کا انتظارِ میں تھے وہ دروازے تک آئی اور کہا یاد رکھنا یہ جنگ بدلے کی نہیں انصاف کی ہے پھر اُس نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور گاڑی کی طرف آگئی۔فاطمہ نے پہلی بار محسوس کیا کہ سرحد صرف زمین کی نہیں ہوتی کچھ سرحدیں دل کے اندر بھی ہوتی ہیں جنہیں پار کرنا سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔

میر شاہ نے فائل دوبارہ کھولی اس بار جلدی نہیں تھی یہ کسی عام شخص کی نہیں میر شاہ کی شخص کی نظر تھی جو سچ کو وزن دے کر دیکھتا تھا(سیاتاج)

اس نے اس نام کو قلم سے دائرہ بنا دیا۔ یہ صرف ایک جرم پیشہ نیٹ ورک نہیں یہ ایک نظام ہے۔

اس نے انٹرکام دبایا۔ آئی جی اور انٹیلیجنس سیل کو میرے دفتر میں بلائے فوراً چند منٹ بعد اس کے آفیس میں سب تجربہ کار موجود تھے میر شاہ نے سیدھا سوال کیا۔ اس نام کے پیچھے کون ہے ؟ مجھے افواہیں نہیں ثبوت چاہیے سب نے دھیان سے اس کی بات سنی ایک افسر نے فائل آگے بڑھائی سر پچھلے دو سال میں سرحدی علاقوں میں جو غیر قانونی سرگرمیاں رُکیں ہے وہاں کہیں نہ کہیں سیاہ تاج کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ کوئی قتل خون خرابہ نہیں ہوا تھا بس راستے بند ہو جاتے تھے ایسا صرف سیاہ تاج کے کام کرنے کا طریقہ ہے اگلے دِن میڈیا میں خبر آجاتی کے سیاہ تاج نے ایک اور بدمعاشوں گنڈے کا کام ختم کیا ہے۔ میر شاہ کی بھنویں تن گئیں اُس نے کہا ہم یعنی وہ بندہ ظلم کے خلاف آواز ہے وہ ظلم کو کنٹرول کرتا ہے ان مافیا لوگوں کے دل میں خوف پیدا کر کے ان کا خاتما کرنا چاہتا ہے پھر اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور کہا ایسا شخص دشمن کم۔۔ خطرناک دماغ زیادہ ہوتا ہے۔ اس نے حکم دیا ہم اس سیاہ تاج کے دماغ سے دو قدم آگے رہیں گے۔ ہم کوئی براہِ راست چھاپا نہیں

مارے گے۔ میں اس مشن کے پیچھے میڈیا کی سرخی نہیں بننا چاہتا اس مشن کو خفیہ رکھتے ہیں۔
ہم خاموشی سے پیچھا کرے گے۔۔۔۔

سب لوگ باہر نکل گئے۔اب وہ کمرے میں اکیلا تھا میر نے اپنی جیکٹ اٹھائی۔آئینے میں خود کو دیکھا۔وہ یہ بات جان گیا کے یہ انویسٹیگیشن صرف فائلوں کی نہیں سوچ کی جنگ ہے۔
اُس نے دل ہی دل میں سوچا اگر سیاہ تاج واقعی شہر کو بچا رہا ہے تو پھر قانون کہاں کھڑا ہو گا؟
اس نے میز پر پڑی فائل بند کی۔اور اسی لمحے ایک نئی فائل کھل چکی تھی میر شاہ کے دل و دماغ میں یہ گرفتاری مقابلے کی شروعات نہیں بلکہ سیاہ تاج کے سوچ اور سچ تک پہنچنے کی ہے

رات کا آخری پہر تھا۔سرحد پر ایسی خاموشی تھی ایسا لگ رہا تھا اندھیروں نے بھی سانس روک لی ہے سیاہ گاڑی بغیر لائٹس کے کچے راستے پر آ کر رُکی۔انجن بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہر آواز ختم ہو گئی ہانی نے دروازہ کھولا۔اس وقت وہ ہانی نہیں سیاہ تاج تھی۔اس نے گھڑی پر نظر ڈالی دو منٹ کی تاخیر ہے۔ایئر پیس میں اس کی آواز دھیمے لہجے تھی شمالی سائیڈ کلیئر ہے۔
گشت کا وقفہ نوّے سیکنڈ کا ہے۔سیاہ تاج نے سر ہلایا یہی وہ پل ہے جہاں قانون اور جرم کے بیچ صرف ایک قدم کا فاصلہ ہوتا ہے زمین کو کھودا نہیں گیا نا ہی تار سے چھیڑ چھاڑ کی بس پُرانا

راستہ تھا تو وہ سب آہستہ آہستہ باڑ کے قریب پہنچ گئے۔ راستہ کا علم انہی کو ہوتا ہے جو برسوں سے سرحد کو خاموشی سے پڑھتے آئے ہوں ہانی نے پہلے بھی یہاں ایک مشن کو سرانجام دیا تھا۔ سیاہ تاج نے حکم دیا۔ موو کرو! قدموں کی کسی کی آواز نہیں تھی اور نہ ہی کسی نے سرگوشی کی بس سانسوں کی ہم آہنگی تھی۔ ایک ایک کر کے سائے حرکت میں آئے دور ایک ٹاور کی روشنی گھومی سیاہ تاج نے اشارہ کیا اور اس کے بندے رک گئے۔ چند لمحے بعد پھر روشنی آگے بڑھ گئی سیاہ تاج نے کہا۔ کلئیر۔ اُس نے قدم آگے رکھا۔ سرحد صرف زمین کی نہیں تھی

یہ انسانیت اور درندگی کے بیچ کھینچی گئی لکیر تھی۔ اور آج رات وہ لکیر خاموشی سے پار ہو گئی تھی۔ ہوا میں نہ کتوں کے بھونکنے کی آواز اور نہ ہی پہرے داروں کے قدموں کی آواز تھی خاموشی ایک خطرہ معلوم ہو رہی تھی ہانی نے نائٹ وژن سے دور تک نظر دوڑائی۔ اُس کے ساتھ صرف تین آدمی تھے جن پر وہ آنکھ بند کر کے اعتبار کرتی تھی قاسم نے کہا میڈم سگنل غیر معلومی حد تک کلئیر ہے وہ سمجھ گئی تھی جب سرحد پر کچھ زیادہ پرسکون ہو تو یا تو سب سو رہے ہے یا سب جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اس نے تبھی فیصلہ کیا اور اپنے ہاتھ کے اشارے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سے سب کو روکا رات اُس نے آگے بڑھنے کے بجائے وہی رکنے کا حکم دیا۔ زمین پر نقشا پھیلا یا اور پہلی بار اُس نے یہ محسوس کیا کہ مشن صرف سرحد پار کرنے کا نہیں ہے بلکہ بچھائے ہوئے جال کو سمجھنے کا ہے۔ دن نکلا تو منظر بدل چکا تھا۔ سرحد کے اُس پار غیر ضروری نقل و حرکت شروع ہو چکی تھی رات سیاہ تاج کے مشن کی خبر خاموشی سے لیک ہو چکی تھی کوئی اخبار یا سوشل میڈیا پر نہیں یہ خبر صرف سیاست دانوں کے کانوں تک پہنچی تھی۔ سرحد کے پار غیر معمولی حرکت ہوئی تھی اس دفہ اندھیرے میں صرف سائے نہیں تھے پولیس فورس اسپیشل یونٹس اور فوجی گاڑیاں خاموشی سے پھیل چکی تھی میر شاہ خود وہاں موجود تھا۔ سول کپڑوں میں اس کی آنکھوں میں ریاست کی ذمہ داری تھی وہ اپنے کام کو ذمے داری سے کرتا تھا اس نے دل میں کہا آج اس سیاہ تاج کا کام تمام کرے گے ویسے سیاہ تاج کبھی ادھورا کام چھوڑ کر نہیں جاتا اس نے کہا۔

سیاتاج کھڑی نقشے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے تمام آدمی الرٹ تھے گھبرائے ہوئے بلکل نہیں تھے تب اس کے خفیہ چینل پر ایک مختصر سا پیغام آیا۔ ریڈ زون ایکٹیو ہو چکا ہے۔ "وزیرِاعلیٰ خود میدان میں ہے۔" ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گئی پھر اُس نے گہری سانس لی یعنی

کھیل کھل چکا ہے۔اُس نے سوچا پھر اُس نے فوراً حکم دیا۔(''پلین بی'')فوراً سب یونٹس بکھر جائے اور کوئی نشان نہیں چھوڑنا۔جب وہ پلین بی کہتی ہے تو وہ صرف بچاؤ کا راستہ نہیں غائب ہونے کا ہنر تھا۔پھر تینوں ایک ایک کر کے بچ کر نکل گئے کوئی گرفتاری یا مقابلہ نہیں ہوا میر شاہ کو بے حد غصّہ آیا بس خالی جگہیں رہ گئیں اور ہم قانون کے رکھوالے ایک بار پھر خالی ہاتھ رہ گئے۔سیاہ تاج کو اب یقین ہو گیا تھا کہ مشن لیک ہو گیا ہے مگر اس کی آنکھوں میں پسپائی نہیں تھی۔اس نے دل میں سوچا کام مکمل ہو گا ہمیشہ کی طرح وہ آخری پوائنٹ تک گئی اس نے ثبوت مٹا دیے تھے۔اور وہ راستہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔جس سے برسوں سے غلط کام ہو رہے تھے۔

دور کہیں فوجی آگے بڑھے نہ وہاں سیاہ تاج اور نہ ہی اس کے آدمی تھے مگر جب تک وہ آئے وہاں سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔اُسی وقت ریڈار سے ایک نجی جیٹ اُڑا۔ہانی وقت پر نکل چکی تھی ۔میر شاہ نے دور آسمان کی طرف دیکھا۔پرائیویٹ جیٹ دانت پیستے ہوئے کہا۔

یہ سیاہ تاج خود کو سمجھتا کیا ہے بچ کر نکل گیا یہ کبھی ہاتھ نہیں اے گا کیا۔یہ صرف معافیاں اور سیاست کے پیچ کی لڑائی نہیں ہے یہ ایک مکمل جنگ ہے اور اس پر سخت کارروائی کی جائے گی

۔کسی فائل میں نہ کیمرہ،نا کوئی آنکھ اسے دیکھ سکی کوئی شناخت اور نہ ہی کوئی نمبر تھا۔یہ تعاقب آسان نہیں ہو گا۔۔

شہر صبح جاگ چکا تھا۔خبریں سرخی میں بنی ہوئی تھیں۔ٹی وی اور اخبارات سوشل میڈیا میں یہیں دکھا رہا تھا کسی نے کام کیا ہے سرحد پار ایک بڑا نیٹ ورک راتوں رات ختم ہو گیا ہے مگر کوئی نام نہیں جانتا نہ ہی کوئی ثبوت ملا تھا بس سیاہ تاج یہی نام بار بار آ رہا ہے ٹی وی اسکرینز پر اینکر سوال پوچھ رہے تھے۔سیاہ تاج کون ہے یہ آخر قانون کی کیوی اتنی مدد کر رہا ہے اگر وہ رہنما ہے تو سامنے کیوں نہیں آ رہا۔ٹی وی پر یہ خبریں بار بار دورا ہی جا رہی تھی۔

وزیرِاعلیٰ ہاؤس میں فضا مختلف تھی۔میر شاہ نے ریموٹ میز پر پٹخ دیا۔اس کی آنکھوں میں غصّہ تھا مگر آواز قابو میں تھی اس نے سخت لہجے میں کہا۔پورا ایریا کور تھا پولیس،فوج، انٹیلیجنس پھر بھی وہ نکل گیا؟ یہ اتفاق نہیں تھا اُس نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔یہ مہارت ہے وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔آج وہ بچ گیا ہے مگر آئندہ نہیں یہ اس نے انگلی میز پر ماری میری ضد اور وعدہ ہے۔پھر وہ پلٹ کر بولا اس کا نام چہرہ پیچان سب کچھ۔معلوم کرو گا اس

آدمی کو میں بے نقاب کر کے رہو گا۔ سیکریٹری خاموش رہااور فوراً سیدھا ہوا پھر بولا ''جی سر؟''

میر کا حکم واضح تھا ہر چینل الرٹ پر رہے

اس کے بینک بیلنس، رشتہِ دار، کس سے ملتا ہے کیا کرتا سب پر نظر رکھی جائے۔ایک لمحے کو رُک کر اس نے کہا وہ آدمی بہت ہوشیار ہے۔

میر کو کیا خبر تھی سچ اس کے اندازوں سے کتنا مختلف ہو گا۔

فاطمہ اسکرین کے سامنے بیٹھی تھی کنڑول روم میں روشنی مدھم تھی تب اس کے پرائیویٹ چینل پر ایک مختصر پیغام آیا۔ مشن مکمل ہوا ہے فاطمہ راستے بند کر دیے ہے میں نے سیاہ تاج محفوظ۔ہے۔۔۔فاطمہ نے آنکھیں بند کر لی اور سکون کا سانس لیا تھا۔اس نے مسکرا کر الحمدللہ کہا اس کی انگلیاں لاشعوری طور پر اس چِپ پر گئی جو اس کے پاس موجود تھی۔

میر شاہ اکیلا اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔ میڈیا کی آوازیں رپورٹس،اور اندازے اُس کے ذہن میں دباؤڈال رہے تھے پھر وہ خود سے سوال کرنے لگا یہ سیاہ تاج اگر مجرم ہے تو خون کیوں نہیں بہتا؟اگر وہ مجرم نہیں ہے تو نام کیوں چھپا رہا ہے اس کی آنکھوں میں غصّہ صاف دکھائی

دے رہا تھااور وہ الجھ بھی گیا۔اس نے دل ہی دل میں کہا بحر حال جو بھی ہے۔ قانون کی مدد کر رہا ہے۔وہ کرسی سے اٹھا۔اور کہا قانون سے اوپر کوئی نہیں ہو سکتا۔۔

شہر کے کسی محفوظ جگہ پر ایک لڑکی جسے معافیاں سیاتاج کے نام سے ڈرتی تھی چُپ چاپ وہ اگلی چال سوچ رہی تھی کیونکہ اب کھیل صرف مشن کا نہیں تھا۔اُس کی شناخت کا تھا۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے شہر کی رفتار ٹھیک ہوئی خبریں بدل گئی اور سیاہ تاج کا نام پھر سرگوشیوں میں سمٹ گیا۔

اس نے دروازہ آہستہ سے کھولا وہ گھر میں داخل ہوئی۔ فاطمہ نے جیسے ہی سامنے دیکھا وہیں ٹھہر گئی۔ہانی آپی آپ فاطمہ کی آواز بھرّا گئی ایک گہری خاموشی آئی وہ خاموشی جو طوفان سے پہلے آتی ہے ہانی نے نہ سیاہ لباس اور نہ ہی ہاتھوں میں ہتھیار لیا تھا بس سادہ سی شال سفید قمیض اور شلوار میں مبلوس تھی تھکی ہوئی آنکھیں اور اس کے چہرے پر مانوس سا سکون تھا اُس نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا

اور کہا میں آگئی ہوں میرا بچہ اب اُداس نہ ہو

مشن کے بعد یہ ان پہلی ملاقات تھی فاطمہ نے

کوئی سوال نہیں پوچھا اور نہ ہی کوئی وضاحت مانگی۔ مگر دونوں کے درمیان ایک لمبی خاموشی آئی۔ جس میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے فاطمہ نے پوچھا کام مکمل ہو گیا؟ ہانی نے سر ہلایا ہاں مگر اب کھیل بدل گیا ہے۔ فاطمہ سمجھ گئی اس نے وہ چِپ میز پر رکھ دی کسی نے آپ کے پیچھے قدم بڑھالیا ہے کیا؟ اس نے سنجیدگی سے کہا ہاں میر شاہ نے ام ہانی کی آنکھوں میں کوئی گھبراہٹ نہیں آئی۔ لکین وہ سوچ میں پڑ گئی ہانی نے کہا پھر وہ جلدی سیکھے گا کہ ہر سچ فوراً سامنے نہیں آتا۔

اس وقت وزیرِاعلیٰ ہاؤس میں ایک لفافہ میر شاہ کی میز پر رکھا تھا اُس لفافے پر بھیجنے والے کا نام نہیں تھا اور کوئی ایسا نشان بھی موجود نہیں تھا جِس سے واضح ہو کے کس نے بیجھا ہے میر کی نظر اس لفافے پر پڑی اس نے لفافہ کھولا اس میں ایک تصویر تھی۔ دھندلی مگر صاف نہیں نجی جیٹ کا حصہ اور اس کے قریب مخصوص نشان جو صرف اندرونی حلقوں کو معلوم تھا۔ میر سیدھا ہوا۔ اس نے خود سے کہا یہ افواہ نہیں یہ پہلا ثبوت ہے اس نے سیکریٹری کو بلایا اور کہا یہ فائل صرف میرے پاس رہے گی اور آج سے یہ کیس ذاتی ہے

سیاہ تاج کی شناخت راز تھی۔ مگر ذہن میں سیاہ تاج کا نام نقش چھوڑ چکا تھا اس کی ضد بن چکا تھا مگر میر نہیں جانتا تھا کہ اصل جنگ اب شروع ہونے والی ہے۔

رات کافی گزر چکی تھی شاہ مینشن میں خاموشی تھی میر شاہ اپنے گھر کے اسٹڈی روم میں بیٹھا تھا یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ فائلوں کے ساتھ ضمیر بھی رکھتا تھا ٹیبل پر ایک نئی رپورٹ کھلی تھی وہ پڑھ رہا تھا جس میں پرانی تاریخیں, یتیم خانے کے ریکارڈ, اور اس نے ایک نام پڑھا ہانی۔ نام مکمل نہی لکھا تھا اور کنیت وہ بھی غائب تھی۔ والدین کا نام بھی نہیں تھا اس نے فائل کا صفحہ پلٹا۔ بارہ سال کی عمر میں ایک لڑکی نے ایک اسمگلنگ کیس میں گواہی دینے سے انکار کر دیا جس کا کوئی خاندان نہیں تھا۔۔ اور اگلی ہی رات وہ کیس خود بخود ختم ہو گیا میر کی پیشانی پر بل پڑ گیا یہ اتفاق نہیں ہو سکتا ہو نہ ہو سیاہ تاج کا اس سے تعلق ضرور ہے یہ وہ پہلا سراغ تھا جو سیاہ تاج کے طریقے سے کافی حد تک ملتا تھا۔ اسی وقت گھر کے ڈرائنگ روم سے آوازیں آئیں یہ اس کے چاچا کے بیٹے زیان کی آواز تھی میر آپ پھر رات دیر تک کام کر رہے ہیں؟ میر نے فائل بند کی اور کہا چھوٹے تم سو جاؤ میں بھی بس سونے لگا۔

صبح ڈرائنگ روم میں اس کے والدِ کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے جمشید شاہ سابق سیاست دان تھے اُن کے پاس بہت تجربہ تھا ملک میں شور ہے انھوں نے اخبار بند کرتے ہوئے کہا لہجے میں کافی سختی تھی میر تم اس شور کے بیچ کسی سائے کے پیچھے ہو۔ میر ابّا کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ابا یہ سایہ عجیب ہے نقصان کم کرتا ہے لیکن فائدہ زیادہ صرف ہم سیاست دانوں کا ہی ہے مگر بیٹا مسئلہ یہی ہے جب کوئی قانون کے بغیر بھی صحیح کرے تو سیاست پھر بھی بے چین ہو جاتی ہے وہ ہلکا سا مسکرا کر بولے لیکن یاد رکھو بیٹا جو چھپ کر قانون کی یا کسی بھی طرح کی مدد کرتا ہے تو وہ کسی نہ کسی زخم میں مبتلا ہوتا ہے ابّا کی بات میر کے ذہن میں اٹک گئی وہ دوبارہ اسٹڈی میں آ گیا فائل کھولی آخری صفحے پر ایک نوٹ تھا۔

("ہانی نے اس رات کہا تھا اگر نظام اندھا ہو جائے تو سچ کو خود چلنا پڑتا ہے۔")

میر نے گہری سانس لی اور کہا تو تمہارا کوئی تعلق ضرور ہے اس سیاہ تاج سے یہ ماضی اب اب حقیقت تک لے جائے گا ایک لاوارث لڑکی جسے نظام نے نظر انداز کیا اور جس نے نظام کو آئینہ دکھانا سیکھ لیا اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ سیاہ تاج کسی لالچ کا نام نہیں یہ زخم کا نام ہے اور ہانی سے سیاہ تاج کا کچھ گہرہ رِشتہ ہے اُسے یہ سوال اب سوچنے پر مجبور کر رہا تھا

Clubb of Quality Content

ہانی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا ماضی اب کسی اور کے کاغذوں میں سانس لے رہا ہے لیکن وہ جانتی تھی جو راز ایک بار ملنے لگے وہ زیادہ دیر چھپے نہیں رہتے لیکن وہ بے خوف تھی کیونکہ اس کے پاس ہمیشہ پلان بی ہوتا ہے۔ خود کو کیسے محفوظ رکھنا ہے اچھے سے جانتی ہے

آج میر شاہ اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں موجود لیپ ٹاپ میں مصروف تھا اُسے آج اسے سیاہ تاج کی کچھ معلومات ملی تھی اس کے والد جنہیں سیاست میں دہائیاں گزار چکے تھے لوگ آج بھی

شاہ صاحب کہہ کر پکارتے تھے وہ اپنی وہیل چیئر پر بیٹھے کھڑکی کے باہر دیکھ کر اخبار پڑھ رہے تھے رہے تھے۔ میر اُنہوں نے آواز دی بغیر پیچھے پلٹے ہوئے کہا تم سیاتاج کے پیچھے جا رہے ہو۔ میر چونک گیا ابّا شاہ صاحب نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا میں اخبار نہیں پڑھ رہا میر میں طاقت کو پڑھتا ہوں انہوں نے آہستہ سے پلٹ کر دیکھا اُن کی آنکھوں میں کمزوری نہیں صرف وہ تھکن تھی جو سچ جاننے سے آتی ہے انھوں نے کہا سیاست میں دو طرح کے دشمن ہوتے ہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک وہ جو سامنے آتے ہیں اور دوسرے وہ جو کام کر کے غائب ہو جاتے ہیں میر خاموش رہا سیاہ تاج دوسری قسم ہے شاہ صاحب نے گہری سانس لی ایسے لوگ یا تو بہت خطرناک یا تو بہت مجبور ہوتے ہے۔ابّا اگر وہ صحیح کام کر رہا ہو تو؟ تب سیاست سب سے زیادہ خوفزدہ ہوتی ہے۔انہوں نے میز پر انگلی رکھ کر کہا کیونکہ جو نظام کے بغیر انصاف کرے وہ نظام کو ننگا کر دیتا ہے۔لیکن ابا وہ قانون سے باہر ہے۔میر کی آواز دھیمی تھی شاہ صاحب نے سر ہلایا۔ہاں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں تمہیں فیصلہ کرنا ہے۔اگر تم نے صرف طاقت کے زور پر اسے دبایا تو تم اسے ہیرو بنا دو گے۔وہ ذرا آگے جھکے اور بولے اور اگر تم نے سچ جان لیا انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

میر نے پوچھا تو میں کیا کروں ابّا شاہ صاحب کی آواز میں برسوں کی سیاست بولی اس کا نام نہیں اس کی نیت تلاش کر وہ کیا چاہتا ہے کیونکہ میر دیکھو ہر سایہ دشمن نہیں ہوتا۔کچھ سائے دھوپ سے بچاتے بھی ہے اُنہوں نے آخری بات کہی تھی ڈرائیونگ روم میں یک دم خاموشی چھاگئی جمشید شاہ کی بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی جیسے یاد دلا رہی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہو کہ فیصلوں کے اثر صرف خبروں تک محدود نہیں رہتے میر نے سر جھکالیاوہ سمجھ چکا تھا یہ لڑائی صرف سیاہ تاج کو پکڑنے کی نہیں یہ سیاست کو بچانے اور شاید ضمیر کو بچانے کی ہے

چند لمحے وہ کھڑکی کے پاس کھڑا تھا شہر کی صبح دیکھ رہا تھا پھر اس نے کوٹ سیدھا کیا چہرے پر سنجیدگی وہی مظبوط فیصلہ لئے پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اُس نے ڈرائیور سے کہا

گاڑی نکالو ڈرائیور نے فوراً سر ہلایا۔گاڑی پورچ سے نکل کر سڑک پر آگئی۔میر پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھا رہا نظریں اپنے لیپ ٹاپ پر تھی مگر ذہن میں ابّا کی باتیں گھوم رہی تھی آج وہ صرف دفتر نہیں جارہا تھاوہ ایک نیا فیصلہ کرنے جارہا تھا جو شاید اس کی سیاست اور ضمیر بھی بچالے۔

یہ میر شاہ کا پہلا قدم تھا۔اس نے ٹیبل پر رکھی گھنٹی بجائی اور سیکرٹری اندر داخل ہوا۔

اُس نے نہ کوئی گرفتاری اور نہ ہی کوئی حکم نامہ جاری کیا اس نے فائل بند کی اور صرف ایک لائن لکھی Observe. Don’t confront

Clubb of Quality Content

یہ سیاست دان کا نہیں سوچنے والے انسان کا فیصلہ ہے۔اس نے سیکریٹری سے کہا خاموش نگرانی ہو گی کوئی دباؤ ڈال کر یا شور مچا کر نہیں میں اسے خود اس کی اصل میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

میر کا وہ پہلا قدم تھا طاقت پیچھے ہٹا کر عقل کو آگے لانے کا۔

شام کا وقت تھا سورج ڈھلنے لگا تھا ہانی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی شہر نیچے چل رہا تھا اور وہ اوپر کھڑی ہو کر اپنی زندگی کا اگلا زاویہ سوچ رہی تھی اب صرف مضبوط ہونا کافی نہیں محفوظ رہنا ہو گا اس نے خود سے کہا۔فاطمہ پیچھے بیٹھی تھی آپی ہم بہت دنوں سے باہر نہیں گئے ہیں چلیں تھوڑی دیر عام زندگی جی لیتے ہیں اس نے آہستہ سے کہا آپی کیا سوچ رہی ہے اس نے اب اس کا ہاتھ پکڑ کر منّت بھرے انداز میں کہا ہانی نے لمحہ بھر سوچا پھر سر ہلایا ٹھیک ہے۔وہ شاپنگ مال میں پوچھ جاتی ہے اُدھر روشنی ہجوم اور آوازیں تھیں یہ وہ دنیا تھی جس سے وہ خود کو دور رکھتی تھی آج وہ ہانی بن کر آئی تھی

سادہ لباس کھلے بال گوری رنگت چہرے پر کوئی سختی نہیں مگر مُسکراہٹ بھی نہی تھی فاطمہ کپڑوں کی طرف متوجہ تھی اور ہانی ایک شوکیس کے پاس رکی ہوئی تھی تبھی سامنے سے ایک

عورت آئی وقار سے چلتی ہوئی مذہبی لباس اور ساتھ بہت سیکریڑی موجود تھے سیکریٹری کے ہاتھ میں پستول بھی تھی۔یہ میر شاہ کی ماں تھیں۔

جیسے ہی اُان کی نظر ہانی پر پڑی وہ ٹھہری جانبوجھ کر نہیں بس کچھ چہرے ایسے ہوتے ہیں جو نظر روک لیتے ہیں ہانی واقعی حسین تھی یا اُنھیں لگ رہی تھی اُس کی آنکھوں میں الگ ہی چمک تھی چہرے کے نین نقش متوازن پر کشش مگر پُر سکون تھے۔ہانی نے بس ہلکی سی مسکراہٹ دی بالکل عام سے انداز میں اُنھیں راستہ دیتے ہوئے کہا سوری ابھی وہ ایک عام لڑکی تھی مگر شاہ صاحب کی بیگم کا دل بے وجہ چونک گیا وہ مڑی اور ایک لمحے کو دوبارہ دیکھا اُنھوں نے دل ہی دل میں سوچا اس لڑکی میں کچھ خاص ہے ہانی مڑنے لگی تبھی کچھ فاصلے پر فاطمہ نے آکر کہا چلیں ہانی نے سر ہلایا وہ آگے بڑھ گئی لیکن چند سوال نگاہیں اور ایک احساس پیچھے رہ گیا جس کا نام ابھی کسی کو معلوم نہیں تھا۔یہ ملاقات اتفاق تھی یا کہانی کی شروعات یہ تو وقت جانتا ہے۔۔

ایک بڑی تقریب منعقد کی گئی تھی شہر کے سب سے مہنگے ہال میں روشنی خوشبو اور طاقت ایک ساتھ جمع تھیں۔اسٹیج کے پیچھے بڑی اسکرین پر ہانی کی کمپنی کا لوگو روشن تھا۔اس میں میر

شاہ کا خاندان بھی موجود تھاسیاست دان بڑے بزنس مین سرمایہ کار وہ سب لوگ جن کے فیصلے خبروں سے پہلے فائلوں میں ہوتے ہیں۔وہ سب اہم شخصیات اپنی نشستوں پر موجود تھیں ماحول میں سنجیدگی اور طاقت کا احساس صاف محسوس ہو رہا تھا۔میر شاہ بھی اگلی قطار میں بیٹھا تھا اسی وقت اُس کا فون وائبریٹ ہوا۔اس نے اسکرین پر نظر ڈالی پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا ہال کی روشنیاں مدھم ہوئیں اور اعلان ہوا براہِ کرم مس ہانی کو اسٹیج پر خوش آمدید کہیں۔تالیاں بجنے لگیں۔ہانی باوقار انداز میں اسٹیج پر آئی۔ہانی جیسے ہی اسٹیج پر آئی میر کی ماں کی نظر اُس پر ٹھہر گئی اُن کے دل میں ہلکی سی پہچان سی ابھری کہیں دیکھا ہے اُنھیں مال والی ٹکر یاد آئی۔وہ دھیمی سی مسکرائیں اور آہستہ سے تالیاں بجائی۔میر دروازے سے باہر نکل چکا تھا۔وہ اسے دیکھ نہ سکا۔باہر ہال کے دروازے بند ہوتے ہی اندر تالیاں کی آواز گونج رہی تھی اور اسٹیج پر ہانی کی پُراعتماد آواز ابھر رہی تھی ڈیٹا نیا سونا ہے اور ہم اسے چوری نہیں ہونے دیں گے۔میر نے ایک لمحے کو قدم روکے مگر پھر بغیر پلٹے آگے بڑھ گیا۔ہانی نے مُسکرا کر

معلقات کی ہانی آج بھی نمایاں مگر خوبصورت لگ رہی تھی وہ سادہ مگر باوقار لباس میں ملبوس تھی فاطمہ نے دھیرے سے کہا۔آپی یہ جگہ خطرناک ہے ہانی کی نگاہیں ہال پر گھوم رہی تھیں اس نے پھر جواب دیا خطرناک نہیں ہے اہم ہے پھر اس کی آنکھیں ایک ایک چہرے کو پڑھ

رہی تھی کے کون طاقت رکھتا ہے کون لالچی اور کون تماشائی اسی دوران ایک معروف بزنس مین ارحم زایان ہانی کے قریب آیا اس نے مسکرا کر کہا آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مس ہانی فاطمہ چونک گئی مگر ہانی پُر سکون رہی۔ اس نے رسمی انداز میں کہا شکریہ۔ ارحم زایان نے کہا میں آپ کی ملاقات کروانا چاہتا ہوں وزیرِ اعلیٰ میر شاہ سے وہ کزن برادر ہے میرے انہیں تو سب جانتے ہیں۔ ہانی کی پلک ایک لمحے کو جھکی اس نے عام لہجے میں کہا ضرور جی بس کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ آگے بڑھی میر شاہ بھی اسی طرف آرہا تھا۔ دونوں کے درمیان فاصلہ کم ہو رہا تھا فاطمہ نے ہانی کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے میر کا فون بج اٹھا۔ اُس نے ایکسکیوز می کہہ کر وہ ایک طرف ہو گیا۔ ہانی نے فوراً قدم پیچھے کر لیا۔ اس نے ہال کی روشنی میں خود کو ایک اور چہرے میں گم کر لیا۔ میر شاہ سے معلقات بھی نہیں ہوئی۔ میر کال پر بات کر رہا تھا وہ ہانی کو دیکھ نہی سکا۔ ہانی اور فاطمہ ایک ساتھ ہال کے دوسری طرف آگئے۔ فاطمہ نے سرگوشی کی بال بال بچ گئے یار آپی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ یہ بچنا نہیں تھا۔ ہانی کی نگاہ اب بھی ہجوم پر تھی۔ یہ وقت تھا اُس کے ذہن میں ایک ایک سیاسی چہرہ نقش ہو رہا تھا۔ اس نے خود سے سوال کیا۔ یہ لوگ طاقت کو جانتے ہیں مگر سایوں کو نہیں ہانی ایک بڑی ٹیک کمپنی کی فاؤنڈر

تھی جو ڈیجیٹل سیکیورٹی اور ڈیٹا پروٹیکشن پر کام کرتی ہے۔ بڑے بزنس مین اسے اس لیے جانتے ہیں کیونکہ وہ ان کی کمپنیوں کے ڈیٹا کو محفوظ بناتی ہے۔ وہ اکثر World Economic Forum جیسے عالمی فورمز میں مدعو ہوتی ہے۔ ہانی اور فاطمہ کھڑی تھی پیچھے اس کی کمپنی کا لوگو تھا اُس نے کہا ڈیٹا نیا سونا ہے اور میں سونا چوری نہیں ہونے دیتی۔ سامنے کھڑے مشہور بزنس مین نے سر ہلایا سب باخبر تھے کے وہ ڈیٹا بچانے والی لڑکی اصل میں راز نکالنے میں بھی ماہر ہے جسے دنیا تاج کے نام سے جانتی تھی مگر اُس کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں تھا۔ میر شاہ باہر لان میں کھڑا تھا۔ فون جیب میں ڈال کر اس نے گردن موڑی اچانک اسے یاد آیا کچھ رہ گیا ہے وہ پلٹا نگاہوں سے ہجوم کے چہرے ٹٹولے اس نے دل ہی دل میں کہا عجیب بات ہے مجھے یوں لگا جیسے میں کسی سے ملنے ہی والا تھا۔ اس نے زیان کی طرف دیکھا جو پہلے اسے کسی سے ملوانے والا تھا۔ تم کچھ کہہ رہے تھے زیان؟ میر نے پوچھا۔ ہاں میر ایک خاتون تھی۔ اُس کی آنکھوں میں سوال جاگا کون سی خاتون؟ ٹیک کمپنی کی فاؤنڈر مس ہانی میر کے ذہن میں جیسے کوئی پرانا ورق ہل گیا ہو۔ ہانی ۔۔۔ اس نے پوچھا۔ کیا اب بھی وہ یہاں ہیں؟ نہیں میر وہ ابھی نکل گئی ہے گھر کی طرف

۔۔۔میرنے لان کی طرف دیکھا۔ہوامیں ہلکی سی ٹھنڈک تھی۔مگراس کے اندر کچھ بے چین ہو چکا تھا۔ہانی۔۔۔اسے پہلی بار محسوس ہوا۔کہ کہیں یہ ہانی وہی ہانی تو نہی جس کی فائل میرے پاس موجود ہے؟اب وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا سیاتاج صرف فائلوں میں نہیں لوگوں کے بیچ بھی چل سکتا ہے اس نے خود سے کہا۔اب وہ ذہن جھٹک کر گاڑی میں بیٹھا۔اس نے آنکھیں بند کر کے سوچا یہ لڑائی بندوق کی نہیں سچ سامنے لانے کی ہے میر جان چکا تھا کچھ لوگ سامنے ہو کر بھی نہی قریب آکر بھی جانے جاتے ہے مگر آج وہ سامنے آکر بھی خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔

ادھر تقریب سے نکلتے ہی ہانی کے قدم تیز ہو گئے۔پارکنگ ایریا کی روشنی میں اس نے فاطمہ کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ہمیں فوراً موو بدلنی ہے۔فاطمہ سمجھ گئی تھی یہ عام احتیاط نہیں یہ خطرے کی علامت ہے کسی نے پہچانا؟فاطمہ نے آہستہ سے پوچھا ہانی نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا نہیں فاطمہ لکین ہمیں محتاط رہنا ہو گا مجھے لگتا ہے کسی نے محسوس کر لیا ہے گاڑی اپنی مقررہ سمت میں نہیں گئی دو موڑ بدلے ایک مصروف سڑک پھر اچانک خاموش راستہ پلین سی فورہانی نے فون پر مختصر کہا ڈیجیٹل فٹ پرنٹ زیرو اور اگلے تین دن کوئی روٹ

ریپیٹ نہیں ہو گا۔فاطمہ نے آئینے میں دیکھا پیچھے کوئی نہیں تھا۔اس نے پوچھا آپی آپ ٹھیک ہیں؟ہانی نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہاہاں بس آج یاد آگیا ہے کہ عام نظر آنا سب سے مشکل کام ہوتا ہے اس کے ذہن میں اب تقریب میں آئے ہوئے لوگوں کے چہرے گھوم رہے تھے۔

میر شاہ گھر پہنچ چکا تھا۔جیکٹ اتارتے ہی

وہ سیدھا اسٹڈی روم میں گیا گھر میں کافی خاموشی تھی مگر اس کے ذہن میں شور اُمڈ رہا تھا اس نے میز پر رکھی فائل کھولی۔۔۔

subject : Siya Taaj

پھر اُس نے ایک ذیلی فولڈر نکالا اُس میں لکھا ہوا تھا۔

Unidentified Contacts

اس کی انگلی رُک گئی ہانی اس نے نام آہستہ سے پڑھا۔فائل میں زیادہ کچھ نہیں تھا چند پرانے ریکارڈ نا مکمل پتا اور ایک نوٹ۔۔۔

Appears ordinary. No direct links

میر شاہ نے قلم رکھ دیا اُس نے خود سے کہا یہ ٹیک کمپنی کی فاؤنڈر مس ہانی اور یہ فائل میں لکھا ہوا نام ایک یہ اتفاق نہیں ہو سکتا کچھ نہ کچھ کنکشن ضرور ہے۔ اسے تقریب یاد آ گئی وہ لمحہ جب کسی سے ملتے ملتے رہ گیا تھا۔ کیا سیاتاج عام لوگوں کے بیچ چل سکتا یا سکتی ہے اس نے کرسی سے ٹیک لگا کر سوچا اس نے فائل بند نہیں کی بلکہ ایک نیا پیج کھولا اور اوپر لکھا۔

Quiet Watch Person Inside

اس نے خود سے وعدہ کیا تھا اب سچ سامنے ضرور لے کر آئے گا۔

شہر کی ایک ایسی جگہ ہانی اور فاطمہ موجود تھی۔ ہانی نے لائٹس بند کیں اس نے سب کو خبردار کیا۔ اب کھیل اور محتاط رہ کر کھیلے گے۔ فاطمہ اور اُس کے سب سے خاص آدمی قاسم جس پر ہانی آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتی تھی۔ سیاتاج کا سب سے مضبوط اور تیز دِماغ رکھنے والا شخص تھا وہ بہادر اور وفادار تھا قاسم نے سر ہلایا۔ ام ہانی جان گئی تھی آج کی ملاقات صرف اتفاق نہی یہ خبردار کرتا ہے سیاتاج چھوٹی چھوٹی چیز بھی کبھی نظر انداز نہیں کرتی تھی

میر شاہ فائل کے سامنے بیٹھا تھا کمرے میں روشنی مدھم تھی لیکن اس کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا سیا تاج یہ مرد ہے یا عورت یہ بھی واضح نہیں تھا اب تک لیکن میر سمجھ گیا تھا کہ سیا تاج یہ ایک ذہن کی طرح ہے اور بہت تیز چلتا ہے مگر انسان کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو ایک دن بے نقاب ضرور ہوتا ہے اس نے فائل بند کی اسی وقت فون کی اسکرین پر نمبر جگمگایا

ایک مختصر رپورٹ ملی۔

Target identified

Known mafia group active tonight

Pattern matches Siya Taaj operations

میر ایک دم سیدھا ہوا تو آج ایک اور صفایا کیا جا رہا ہے اور آج وہ غائب ہو اس سے پہلے ہمیں موقع واردات پر پوچھنا ضروری ہے اس نے خود سے کہا۔ اس نے فوراً نقشے کی طرف دیکھا

یہ وہی علاقہ ہے جہاں ایک مافیا برسوں سے

غلط دھندے چلا رہا تھا۔ یہ اتفاق نہیں ہو سکتا

میر نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ سیاتاج صرف طاقتوروں کو نہیں چھیڑتا یہ نظام کی کمزوریوں پر وار کرتا ہے۔ میر شاہ نے فوراً سیکریٹری کو پیغام بھیجا کوئی ایکشن نہیں لینا ہے آج ہمیں سمجھنا ہے کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔

ہانی آئینے کے سامنے سیالباس پہنے بال بندھے ہوئے کھڑی تھی وہ مشن کے لئے بلکل تیار تھی پہلے ہی منصوبہ بنار کھا تھا کیسے بدمعاشوں کا صفایا کرنا ہے۔ فاطمہ اس کے پیچھے تھی اس نے کہا یہ گروپ خطرناک ہے وہ لوگ آسانی سے پیچھے نہیں ہٹتے گے ہانی اپنی بیلٹ درست کرتے ہوئے اس نے کہا اسی لیے جانا ضروری ہے پھر ایک لمحے کو رُکی پھر اس نے کہا یہ بدمعاش غلط دھندے سے صرف پیسہ نہیں کماتے لوگوں کی زندگیاں تباہ کرتے ہیں اس نے ایئرپیس آن کیا۔

سب یونٹس ٹائم لائن کنفرم ؟ سب نے جواب ایک ایک کر کے دیا ہم تیار ہے۔ ایگزٹ پوائنٹس سیٹ ہے کوئی شہری نقصان نہیں ہو گا ہانی نے پر سکون انداز میں کہا یاد رہے آج کچھ گڑبڑ نہی چاہیئے مجھے سب نے حکم مانتے ہوئے ہاں کہا۔

میر شاہ نے گھڑی دیکھی اُس نے خود سے کہا میرا اندازہ درست ہے تو وہ آج بھی خون کیے بغیر جیتے گا تم جو بھی ہو تمہاری ہی چال مجھے تمہارے قریب لا رہی ہے۔ یہ سچ تھا سیاتاج طاقت رکھتا تھا مگر دکھاوا نہی کرتا تھا

اس وقت شہر کے ایک کونے میں سیاتاج کی ٹیم مشن کے لئے نکل گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ آج اس کے مشن کی خبر ریاست کے سب سے طاقتور آدمی میر شاہ تک پہنچ گئی ہے میر شاہ نہیں جانتا تھا کہ جسے وہ مرد سمجھ رہا ہے

وہ ایک عورت بھی ہو سکتی ہے جو ہر قدم کی منصوبہ بندی کر کے رکھتی ہے۔

آج رات اپنے عروج پر تھی سیاہ تاج نقاب پوش کھڑی تھی۔ چہرہ مکمل ڈھکا ہوا تھا ہاتھ میں پستول لئے مگر انگلی ٹریگر پر نہیں فیصلے پر تھی۔ سامنے وہ شخص تھا جو برسوں سے غلط دھندے چلا رہا تھا۔ آج بھی دو ہی راستے ہیں

سیاہ تاج کی آواز نقاب کے اندر سے گونجی

پہلا: یہ سب کام چھوڑ دو اپنا نام و نشان مٹا کر غائب ہو جاؤ تمہارا نام خود بخود ختم ہو جائے گا پھر وہ ایک قدم آگے ہوئی۔ اس شخص کے چہرے پر پسینے کی بوند نظر آ رہی تھی وہ بول نہیں پا رہا

تھا۔اسی وقت ایئر پیس میں آواز آئی۔ہائی الرٹ! ان نون موومنٹ ہانی چونکی نہیں مگر خبر دار ہو گئی۔کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ شہر کے وزیرِاعلیٰ کی گاڑی خفیہ طریقے سے اس علاقے میں آئے گی اس بات کا علم سیاہ تاج اور نہ ہی اس کے آدمیوں کو تھا وقت کافی کم تھا اُس نے فیصلہ لیا۔اور اس نے اس شخص کو وہ سبق سکھایا جو قانون نہیں بنا خوف کے ماضی کے پنو میں چھپ جاتا ہے سب نکل جاؤ سیاہ تاج نے حکم دیا۔سب حرکت میں آگئے۔راشد خان رُکا اس نے کہا میڈم ہم آپ کو یوں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے آپ کی حفاظت اور ساتھ رہنا ہمارا فرض ہے اس نے پلٹ کر دیکھے بغیر سختی سے کہا۔تم سب جاؤ بچ کر میں خود کی حفاظت کے لوں گی ایک ایک کر کے سب چلے گئے وہ خود نکلنے ہی والی تھی کہ اچانک ایک مضبوط گرفت نے اس کی کمر کو تھام لیا اور پیچھے کی طرف کھینچا وہ چونک گئی وہ بغیر گھبرائے اس نے فوراً سیلف ڈیفنس کی کوشش کی مگر سامنے بھی میر شاہ تھا اُس کی گرفت اتنی کمزور نہی تھی کے آسانی سے کوئی بچ کر نکل جائے اب کافی ہو گیا ہے۔سیاتاج اس نے کان میں سر گوشی کی۔اب دونوں آمنے سامنے تھے میر کی نظر نقاب کے پیچھے آنکھوں پر پڑی وہ ٹھٹھک گیا۔کہا مجھے اندازہ نہیں تھا کے سیاہ تاج ایک غزالی آنکھوں والی لڑکی ہو گی وہ آنکھیں عام نہیں تھیں گہرا راز دفن تھا وہ نقاب ہٹانے ہی والا تھا۔اسی وقت اُس نے آخری چال چلی ایک

حرکت ایک لمحے کی لغزش اور وہ اس کی گرفت سے نکل گئی۔اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا ۔وہ اندھیرے میں غائب ہو گئی تھی میر شاہ وہیں کھڑا رہا۔یہ تو واضح ہو گیا تھا کے سیاہ تاج ایک عورت ہے اس نے خود سے کہا۔اس کے ہاتھ ابھی تک اسی گرفت کو محسوس کر رہے تھے جو خالی ہو چکی تھی۔ تم وہ نہیں ہو جو میں سمجھتا تھا۔آج صرف ایک مجرم نہیں ملا اُسے سچ ملا تھا۔اور یہ سچ کسی فائل سے کہیں زیادہ خطرناک تھا۔

یونیورسٹی کے کوریڈور میں آج بہت ہلچل تھی۔طلبہ اِدھر اُدھر جمع تھے کیونکہ آج زایان سیاسی الیکشن ریلی کے سلسلے میں آیا تھا۔فاطمہ اپنی کلاس کے بعد پرنسپل آفس کے قریب سے گزر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر سامنے کھڑے زیان پر پڑی وہ چونک گئی تھی کے یہ شخص یہاں ہانی آپی کو بتاتی ہوں۔زیان نے اُسے دیکھ لیا وہی چہرہ جسے اس نے پہلے دفعہ ہانی کے ساتھ دیکھا تھا۔دل ایک لمحے کو وہی رک سا گیا فاطمہ فون کی اسکرین پر نظرِ جھکاے آگے بڑھنے لگی تھی کہ اسی وقت زیان اس کی طرف آگیا۔معاف کیجیے گا اگر نظر کمزور نہیں ہے تو کیا آپ ام ہانی کی بہن ہیں؟ فاطمہ کے قدم جیسے وہی ٹھہر گئے گھبراہٹ سے اس کی آواز حلق

میں اٹک گئی ج۔۔۔جی۔۔اس نے بمشکل کہا۔زیان ہلکا سا مسکرایا۔ عجیب اتفاق ہے ہم دوبارہ مل گئے آپ اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے معلوم نہیں تھا۔فاطمہ نے بمشکل سر ہلادیا

آس پاس چند طلبہ آکر زیان سے باتیں کرنے لگے۔وہ ان کے سوالوں کے جواب دینے لگا فاطمہ کھڑی کچھ اپنی دوستوں سے کے ساتھ مصروف تھی زیان کی نظر دوبارہ فاطمہ پر پڑی۔

وہ مسکرا کر بولا ویسے ایک بات کہوں مس؟

فاطمہ نے بغیر دیکھے کہا جی۔۔آپ اپنی بہن سے کافی مختلف لگتی ہیں۔ شکل سے اور بات کرنے کے انداز سے بھی فاطمہ خاموشی سے سن رہی تھی زیان نے بات جاری رکھی مس ہانی بہت بہادر ہے اُن کی شخصیت میں رعب ہے۔وہ ہر معاملے میں خود کو مختار نظر آتی ہے کافی ذہین اور ایک کامیاب خاتون ہے۔اور میں ان سے بہت متاثر ہوں۔وہ اپنی بہن کے بارے میں اچانک اتنی تعریف سن کر کافی حیران ہوئی چند لمحوں بعد اس نے کہا۔میری آپی دنیا کی سب سے اچھی آپی ہیں اس کی آواز میں محبت اور فخر تھا۔پھر اس نے جلدی سے کہا مجھے اب کلاس کے لیے جانا ہے معاف کیجیے گا یہ کہہ کر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی یونیورسٹی کے کوریڈور میں آکر اس نے گہری سانس لی۔دل ابھی تک تیز دھڑک رہا تھا۔اس کے ذہن

میں صرف ایک بات اٹک گئی تھی لوگ ہانی کو اس طرح کیوں جانتے ہیں جیسے وہ کوئی عام انسان نہ ہو؟

زیان کی توجہ صرف ایک نام پر ٹکی ہوئی تھی ہانی وہ اس کے ماضی کے بارے میں تحقیقات کر رہا تھا کافی کوششوں کے بعد آخر کار اسے کچھ معلومات مل گئی تھیں۔

ایک فائل میں ہانی کا خاندان جو امریکا میں بس گیا تھا ماما بابا کی موت ہو گئی تھی ایک شہر کے عالم مافیا نے گواہی کے طور پر ہانی کے بابا کو زبردستی کورٹ میں آنے کو کہا تھا اُن کی انکار کی وجہ سے میاں بیوی دونوں کی جان لے لی تھی جس کی دہشت دور دور تک تھی یہ موت ٹی وی پر حادثہ بتائی گئی ہے سب ہانی کے آنکھوں کے سامنے ہوا تھا یہ فائل بند کر دی گئی تھی۔ پرانے ریکارڈ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی پرورش ایک گاؤں میں ہوئی تھی ماں باپ کے کیس میں پوچھ گچھ کے لیے اسے کورٹ میں بلایا گیا تو اُس کو اِنصاف نہیں ملا تھا۔

شام ڈھل گئی تھی شاہ مینشن میں ہلکی مدھم روشنی تھی آج وہ شاہ مینشن آیا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ اندر آیا میر کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا ارے زیان بیٹا! کتنے دن بعد آئے ہو زیان ادب سے کھڑا ہو گیا۔ جی تائی جان آپ کو دیکھنے کا دل کر رہا تھا اُنہوں نے مُسکرا کر کہا بیٹھو زیان کچھ

لو گے نہیں !تائی جان آپ اِدھر بیٹھے کچھ نہیں لو گا آپ پریشان نا ہو۔زیان صوفے پر بیٹھا میر کا انتظار کر رہا تھا۔آخر کار دروازہ کھلا میر اندر آیا اس کی نظر جیسے ہی زیان پر پڑی وہ ہلکا سا مسکرایا آج بڑی یاد آئی میری زیان نے کہا کچھ بات ہی ایسی ہے میر نے اشارہ کیا چلو اسٹڈی روم میں چلتے ہیں دونوں اندر آگئے دروازہ بند ہوا تو فضا میں ہوا سنجیدہ ہو گئی۔میر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔اب بتاؤ کیا ضروری بات تھی ؟زیان خاموش رہا پھر بولا۔ تمہیں ہانی یاد ہے ؟میر کی نظریں فوراً اس پر جم گئیں ہاں زیان نے گہری سانس لی۔میں نے اس کے بارے میں تھوڑی تحقیق کی ہے میر نے کچھ نہیں کہا بس سننے لگا۔ریکارڈ کے مطابق ہانی کی کوئی فیملی نہیں ہے۔وہ اکلوتی اولاد تھی۔اس کے والدین ایک حادثے میں مر گئے تھے۔میر کی پیشانی پر ہلکی سی لکیر آئی۔زیان نے مزید کہا مگر ایک اور بات ہے کیا؟ فاطمہ جو اس کی چھوٹی بہن ہے وہ اس کی حقیقی بہن نہیں ہے۔کمرے میں چند لمحوں کی خاموشی پھیل گئی میر نے کہا پھر وہ اس کے ساتھ کیوں رہتی ہے کون ہے وہ زیان نے کندھے اچکائے یہی تو عجیب بات ہے پھر وہ ہلکا سا مسکرایا اور ایک عجیب بات اور بھی ہے میر نے آنکھیں تنگ کیں کیا؟

Clubb of Quality Content

زیان نے صاف صاف کہا۔مجھے فاطمہ اچھی لگتی ہے میر نے حیرت سے اسے دیکھا تم سنجیدہ ہو ؟زیان ہنس دیا پتہ نہیں شاید اس کی سادگی یا اس کا ڈر اسے ہانی سے بالکل مختلف بناتا ہے۔ اس نے اپنی بات مکمل کی میر کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔زیان تمہیں معلوم ہے نا کہ ہانی عام لڑکی نہیں لگتی تو اس کی بہن کے بارے کچھ دلچسپی نہیں لو۔زیان نے کہا اسی لیے تو جاننا چاہتا ہوں میر وہ حقیقت میں ہے کون؟میر کی نظریں گہری ہو گئیں میں بھی یہی جاننا چاہتا ہوں۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔میر کرسی پر ٹیک لگائے فائل دیکھ رہا تھا پھر اُس نے فون اُٹھایا اور نمبر ڈائل کیا۔پھر دوسری طرف سے آواز آئی۔۔۔

Clubb of Quality Content

ہیلو کون؟

میر نے سکون انداز کہا

ہانی!

وہ چونک گئی۔۔

جی آپ کون؟

میر مسکرایا

تمہیں شاید یاد نہ ہو مگر میں تمہیں بہت پہلے سے جانتا ہوں۔

کیا مطلب ؟

میر نے میز پر رکھی پرانی فائل کھولی۔

بچپن میں ایک کیس تھا ایک لڑکی تھی جس کی گواہی سب کچھ بدل سکتی تھی۔ مگر اُس نے انکار کر دیا۔اس دن سے وہ نام میرے زہن میں تھا دونوں طرف خاموشی چھا گئی ہانی کی آواز ہلق میں ہی رہ گئی۔ آپ کون آپ کے پاس میرا نمبر کیسے آیا؟

میر نے کہا سچ تک پہنچنے کے لیے راستے خود بن جاتا ہے۔ایک مجرم چاہے کتنا ہی بچنے کی کوشش کرے آخر کار ہاتھ آہی جاتا ہے۔ہانی کی آواز اٹک گئی مجرم ؟ہاں چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد ہانی نے کہا میں مجرم نہیں ہوں میر نے طنز لہجے میں کہا نہیں تم تو بہت معصوم ہو ہانی نے فوراً جواب دیا۔ کم از کم آپ کی نظر میں تو نہیں میر کی نظریں اب فائل پر جمی تھیں مگر ذہن میں بس وہی اندھیرے میں نقاب کے پیچھے وہ آنکھیں اس نے کہا دلچسپ بات ہے مس ہانی کہ ہر راز کے پیچھے لمبی داستان ہوتی ہے۔اور تمہاری داستان مکمل نہی ہوئی ہے۔۔۔

اگلے دن میر شاہ اپنے آفس میں کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔اس کی آواز سنجیدہ اور سخت تھی۔

مس ہانی اب بہت ہو گیا ہے تم خود کو قانون کے حوالے کر دو سیاہ تاج کا سوال حل ہو کر رہے گا چند لمحے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی پھر ہانی نے سخت لہجے میں کہا۔ہر سچ عدالت تک نہیں پہنچتا۔میر شاہ کچھ سچ صرف دلوں میں دفن رہتے ہے اور آپ کان کھول کر سن لو میں خود کو کبھی قانون کے حوالے نہیں کروگی کیونکہ میں سچ کی راہ پر ہوں۔میر غصّے سے غرایا تھا وہ کچھ کہنے ہے والا تھا کے اچانک ہانی کے فون پر دوسری کال آنے لگی اُس نے جھٹ سے فون بند کر دیا۔میر کو اتنا غصّہ آیا کے اس نے میز پر رکھی ہوئی فائل گلاس پھینک دیا اُس نے کہا مس ہانی تم بچ نہی سکتی اُس کی آواز اتنی سخت کی تھی سیکریڑی بھی کھڑا وہ روم سے باہر جانا بہتر سمجھا۔

ہانی نے دوسری کال اٹھائی اس نے کہا ہیلو کون ؟

دوسری طرف سے ایک بھاری اور خوفناک آواز آئی۔سیاہ تاج بہت دنوں سے تمہاری تلاش تھی۔

ہانی کا دل زور سے دھڑ کا کون ہو تم ؟

وہ آدمی ہنسا۔ میں کون ہوں ہا اتنی جلدی بھول گئیں؟ تمہارے باپ یاد ہے؟ جسے میں نے عدالت میں زبردستی گواہی دینے سے روکا تھا اور پھر بھی اس نے گواہی دی پھر میں نے ہمیشہ کے لیے تیرے باپ کو خاموش کر دیا تھا۔ہانی کے ہاتھ کانپ گئے۔بس یہی ایک ڈر جو کبھی اپنے ماضی سے باہر نہیں نکل پائی اُس نے کہا جھوٹ۔۔۔۔! اس کی آواز ٹوٹ گئی آنکھوں میں آنسوں آگئے عالم مافیا نے بے رحمی سے کہا۔ میڈیا نے اسے حادثہ کہا تھا۔ مگر تم جانتی ہو نا وہ حادثہ نہیں تھا۔ وہ ایک شیطانی ہنسی کے ساتھ ہنسا ہانی کے ذہن میں بچپن کے وہ خوفناک یادیں بجلی کی طرح اس پر گری پھر اس آدمی نے آخری وار کیا۔ سیاتاج شہر کی سب سے بڑی مافیا کی دنیا میں پہلا مقام تمھارا ہے اس نقاب کی حقیقت سوچو باہر آجائے تو کیا ہو گا وہ ہنسا ۔۔۔۔۔۔ پھر اُس نے کہا تمہارے لیے خوشخبری تمہاری بہن فاطمہ جو تمہیں جان سے زیادہ عزیز اب وہ میرے قبضے میں ہے ہانی کے قدم لڑکھڑا گئے "نہیں...!"

عالم خان تمہیں زندہ نہیں چھوڑو گی وہ چلائی تھی۔ سیاتاج اگر اسے زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو اکیلی آنا۔ وہاں ایک ڈیل کرتے ہیں۔ اگر گڑبڑ کی تو۔۔۔۔۔ ٹھا۔۔۔۔۔

کال اچانک ختم ہو گئی۔ہانی کے ہاتھ سے فون گر گیا آنکھوں میں آنسو آ گئے۔وہ چیخ اٹھی۔

"فاطمہ...!"تم کیسے اُس وحشی آدمی کے پاس ہو وہ بے بس نظر آئی زمین پر زندہ لاش بن گئی تھی وہ مسلسل روئے جائے رہی تھی ایسا لگ تھا جیسے اس کی دنیا رک گئی ہو۔پھر اس نے جلدی سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور بغیر اپنے آدمیوں کو ساتھ لئے باہر نکل گئی

میر نے دوبارہ ہانی سے بات کرنے کی کوشش کی اس نے نمبر ملایا۔مگر فون بند آ رہا تھا۔

میر کی پیشانی پر گہری شکن پڑ گئی یہ لڑکی آخر خود کیا سمجھتی ہے۔۔؟فون بند آنے پر میر کو غصّہ آیا۔

جنگل کے سنسان راستے پر ہانی نے گاڑی روک دی۔چاروں طرف اندھیرا تھا درختوں کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی وہ گاڑی سے اتری اور اِدھر اُدھر دیکھا"کوئی ہے؟"اس نے بلند آواز میں پکارا۔مگر وہاں کوئی نہیں تھا وہ مسلسل فاطمہ کو آواز دے رہی تھی۔فون پر نیٹ ورک بھی بمشکل آ رہا تھا۔وہ چیخ رہی تھی یا خُدا میری بہن کو کچھ نہ ہو۔آنکھوں کے ساتھ وہ آواز دے رہی تھی اچانک اس کا فون بجا وہی نامعلوم نمبر اسکرین پر چمک رہا تھا ہانی نے کال اُٹھائی

ناولز کلب
Club of Quality Content

فاطمہ کہاں ہے ؟ میری بہن کہاہیں عالم ۔۔وہ اس پر چیخی تھی ۔عالم نے قہقہہ لگایا اتنی جلدی گھبرا گئیں سیاتاج ؟ میڈیم پہلے اپنی بہن کی آواز سن لو۔

فون پر فاطمہ کی کمزور اور ٹوٹی ہوئی آواز سنائی دی آپی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ہانی کے قدم ڈگمگا گئے۔فاطمہ ! میں آگئی ہوں کچھ نہیں ہو گا تمہیں اتنے میں فاطمہ سے فون چھین لیا گیا

تمہیں معلوم ہے نا یہ تمہاری حقیقی بہن نہیں ہے پھر بھی اس میں تمہاری جان بستی ہے سیاہ تاج پھر وہ ہی آواز گونجی ۔اسے ہاتھ مت لگانا عالم خان تمہیں ختم کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔وہ آدمی قہقہہ لگا کر ہنسا۔ ختم کر دو گی ؟ پہلے اپنی بہن کو بچالو ۔یہ سن کر ہانی اتنی زور سے چیخی کہ جنگل کی خاموشی کانپ گئی میری بہن کو کچھ مت کرنا دشمنی مجھ سے ہے تو مجھ سے لڑو ! عالم خان چیخا ہانی میڈم تم نے دشمنی کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے ۔اس شہر کی بڑی مافیا جانی جاتی ہو نا؟ سب کو سزا دلانے والی ۔۔۔اگر بہن کو سلامتی چاہتی ہو تو میرا ایک کام کرو۔ میرا ایک پارسل ہے سمندر کے راستے سے پر اس کی قیمت سو کروڑ ہے اُسے دوسرے ملک میں جانے میں میری مدد کرو۔ تم لوگوں کو جانتی ہو سیاست دانوں سے تمہاری رسائی ہے ۔ہانی کا نقاب پہن کر بھی کوئی خطرہ نہی ہے تمھیں ہانی کی مٹھیاں بھینچ گئیں ۔وہ مزید بولا اگر میرا کام

ہو گیا تو تمہاری بہن با عزت گھر پہنچ جائے گی اس نے یہ کہہ کر فون کٹ کر دیا۔ہانی وہیں کھڑی رہ گئی۔رات کافی ہو گئی تھی اس کے دل میں صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی فاطمہ ۔۔وہ اتنا بول کر گم سم ہو گئی۔پہلی دفعہ ہانی کو اپنے فیصلے پر شک ہونے لگا۔۔۔۔۔

ہانی کی گاڑی سڑک پر بہت تیزی سے دوڑ رہی تھی۔رات کی سیاہی اور سنّاٹا اس کے دل کی بے چینی کو اور بڑھا رہا تھا۔اس نے اسٹیئرنگ پکڑے پکڑے ہی میر شاہ کو فون ملایا۔ایک بار...دو بار...بار بار۔مگر میر کا فون اس کے کمرے میں پڑا تھا۔وہ اس وقت اسٹڈی روم میں بیٹھا فائلیں چیک کر رہا تھا۔ہانی کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔اچانک اسے زیان کا خیال آیا

اس نے فوراً زیان کو کال کی فون کی پہلی ہی رنگ پر زیان نے کال اٹھا لیا۔

ہیلو؟ہانی کی سانس پھول رہی تھی۔زیان مجھے تمہاری مدد چاہیئے میری بہن کو کسی نے اغوا کر لیا ہے۔زیان ایک دم گھبرا گیا کیا؟کیسے؟کب؟کس نے کیا؟اس نے سوال پر سوال کیا

ہانی نے جلدی سے کہا۔میں ابھی سب کچھ فون پر نہیں بتا سکتی تم میرے گھر پر ملو زیان لان سے نکل کر گاڑی میں بیٹھ کر میر کو کال کی

پہلی بار صرف گھنٹی بجی اُس نے دوبارہ کال ملائی اس بار میر نے فون اٹھا لیا تھا کیا ہوا زیان؟

میر ابھی ہانی کا فون آیا تھا اس کی بہن فاطمہ کو کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے میر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ کیا؟ تو اس نے تمہیں کال کیوں کی ہے؟؟ ہاں ابھی مجھے بھی کال آئی تھی میرا فون روم میں تھا۔ میں اسٹڈی روم میں لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا۔ کیا کہا ہانی نے بتاؤ۔

میر وہ کہہ رہی تھی میرے گھر پر ملو کافی پریشان لگ رہی تھی میں پوچھ رہا ہوں تم بھی آجاؤ سیکیورٹی کو ساتھ مت لینا۔ ٹھیک ہے آرہا ہوں کچھ ہی دیر میں دونوں کی گاڑی ہانی کے گھر پہنچ گئے مگر وہاں خاموشی تھی زیان نے دروازہ کھولا تو دیکھا لائٹس جل رہی تھیں مگر ہانی گھر پر نہیں تھی۔ زیان نے حیران ہو کر کہا

وہ ہمیں یہاں بلا کر کہاں چلی گئی میر کے چہرے پر تشویش بڑھ گئی۔ زیان کوئی مصیبت میں تو نہیں وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر رک گیا۔

شاید وہ اکیلی ہی اپنے آدمیوں کے ساتھ چلی گی ہو نہیں زیان اگر جانا ہوتا تو ہمیں فون کیوں کرتی کچھ گڑ بڑ ہے زیان میر کی آنکھوں میں ایک لمحے کو سختی چمکی۔ میر کے فون پر ایک میسیج چمکا جو دس منٹ پہلے بیجھا گیا تھا۔ پُرانا گودام (B) اتنا ہی لکھا تھا۔۔ شاید وہ لکھتے لکھتے ادھورا

میسیج چھوڑ گئی تھی میر کے ماتھے پر شکن آئی۔پاگل لڑکی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کچھ بڑی مصیبت میں ہے۔

ویران گودام میں سناٹا تھا۔چند بلبوں کی مدھم روشنی اور ارد گرد غنڈے کھڑے تھے۔یہ گودام شہر کے باہر تھا جس جگہ یہ گودام تھا اُس اریا سیکٹر A سیکٹر B اس میں بٹا ہوا تھا۔

رات ڈھل گئی تھی گودام میں خاموشی تھی اور پھر دروازہ زور سے کھلا اور میر شاہ اندر داخل ہوا۔عالم خان نے جیسے ہی اسے دیکھا وہ حیران رہ گیا۔وہ قہقہہ لگا کر بولا۔واہ شہر کا وزیرِ اعلیٰ خود چل کر ایک مافیا کے لیے یہاں تک آیا ہے لگتا ہے اس کے پیار میں پڑھ گیا ہے۔میر کی آنکھیں غصّے سے لال ہو گئ تھی۔میر نے اس کا گریبان پکڑا آس پاس گنڈو نے میر پر بندوق تان دی عالم خان نے ہاتھوں سے اشارہ کر کے نیچے کروایا

فضول باتیں چھوڑ ہانی کہاں ہے؟

عالم جواب دینے ہی والا تھا کہ پیچھے سے ایک غنڈا لوہے کی راڈ لے کر میر کی گردن پر وار کرنے ہی والا تھا ٹھاا ک! زیان درمیان میں آگیا۔

راڈ اس کے ہاتھ پر لگی اور خون بہنے لگا۔

زیان ! میر غرایا۔عالم خان۔۔۔

زیان نے درد کو نظرانداز کیااور غنڈوں پر ٹوٹ گیا۔اس نے گنڈو کی خوب پٹائی کی۔عالم نے غصے سے چیخ کر کہا رک جاؤ! وزیرِ اعلیٰ اگر اس سیاتاج کی سلامتی چاہتے ہو تو میرے آدمیوں کو چھوڑ دو۔یہ سنتے ہی میر کا غصہ بھڑک اٹھا۔

وہ ایک ہی جھٹکے میں آگے بڑھا اور عالم کا گریبان پکڑ کر اس کا گلا دبا دیا۔بتا! ہانی کہاں ہے؟
عالم سانس رک گئی وہ ہنستے ہوئے بولا

اتنی آسانی سے نہیں ملے گی سمندر کے بیچوں بیچ ایک جہاز وہیں ہے لیکن وہ کب تک زندہ رہ گی اُس کا علم مجھے نہی ہے

زیان نے اتنے میں پولیس بلالی تھی۔گودام کے ایک کونے میں ٹینک کے پیچھے ایک لڑکی بے ہوش پڑی تھی اس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا زیان کی نظر پڑی تو وہ فوراً وہاں پہنچا فاطمہ! اس نے جلدی سے اس کے منہ سے پٹی ہٹائی اور اس کے بال پیچھے کیے وہ بے ہوش تھی۔

زیان نے اسے احتیاط سے اٹھایا اور باہر گاڑی کی طرف لے جانے لگا وہ ابھی گاڑی تک پہنچا ہی تھا کہ پیچھے سے عالم نے بندوق اٹھائی اور فائر کر دیا گولی زیان کے ہاتھ کو چھوتی ہوئی نکل گئی۔

وہ لڑ کھڑا گیا مگر فاطمہ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھا میر کا غصہ حد سے بڑھ گیا تھا اس نے عالم کو زمین پر گرا کر بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ اسی وقت باہر سے سائرن کی آوازیں گونجنے لگیں پولیس فورس آچکی تھی۔ اتنے میں پورے علاقے کی ناکہ بندی کی پولیس نے عالم خان اور اس کے آدمیوں کو گھیر لیا۔ مگر میر کا ذہن صرف ایک نام پر تھا ہانی وہ فوراً وہاں سے نکلنے لگا تو زیان سے کہا تم ادھر سنبھالو میں ہانی کو دیکھتا ہوں زیان نے اُسے آواز دی اُس نے بغیر سنے گاڑی کو تیزی سے دوڑایا سمندر کی طرف اس جہاز کی تلاش میں جس میں ہانی تھی۔۔۔۔۔

زیان زخمی ہاتھ کے باوجود فاطمہ کو گاڑی میں بٹھا کر شاہ مینشن لے آیا تھا۔ اصل خطرہ ابھی باقی تھا کیونکہ ہانی ابھی تک نہی ملی تھی فاطمہ کو احتیاط سے اٹھا کر شاہ مینشن کے اندر لے آیا۔ اس کے ہاتھ سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا مگر اسے اس کی پرواہ نہیں تھی۔

شاہ صاحب ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے ٹی وی پر ایک ہے خبریں سرخی بنی ہوئی تھی کے ٹیک کمپنی کی فاؤنڈر مس ہانی غائب ہے اُن کی بہن کو عالم خان جو کے ایک مافیا ہے اس نے اس کو

اغوا کر لیا ہے اُسے بچانے کے لئے وزیر اعلیٰ خود موقع پر پوچھے ہے خبر دیکھ کر شاہ صاحب کافی گھبرا گئے اور میر کی آمی بھی کافی پریشان ہو گئی تھی

لان میں داخل ہوتے ہی زیان کی امی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ یااللہ بیٹا یہ کیا ہوا ہے؟ یہ لڑکی کون ہے؟ زیان نے فاطمہ کو صحفے پر لٹاتے ہوئے کہا۔ آنٹی یہ میری دوست ہے۔ عالم خان نے اسے اغواء کر لیا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولیں

کیا؟ زیان نے گھبراتے ہوئے بتایا آنٹی فکر نہ کرے۔ آنٹی شہر میں ہنگامہ ہو گیا ہے ٹیک فاؤنڈر مس ہانی غائب ہیں یہ اور ان کی جان کو خطرہ ہے۔ میر بھائی انہیں بچانے گئے ہیں۔ یہ سن کر شاہ صاحب نے کہا یہی خبریں میں دیکھ رہا ہوں اور میر کو فون لگا رہا ہو تو بند آرہا ہے انھوں نے زیان سے سوال کیا میرا کیلا گیا ہے؟ بغیر سیکیورٹی کے؟ ایسے حالات میں یہ ٹھیک نہیں تھا پورے ملک میں افراتفری ہے۔ زیان کی امی کا تو برا حال ہو گیا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے زیان نے آہستہ سے کہا۔ آنٹی پلیز... آپ روئیں نہیں پہلے انسانیت کے ناطے اس لڑکی کا علاج ضروری ہے میں نے ڈاکٹر کو بلا لیا ہے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر شاہ مینشن پوچھ گئے اس نے فاطمہ کا معائنہ کیا۔ڈاکٹر نے کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ صرف بے ہوش ہیں شاید خوف اور تھکن کی وجہ سے جلد ہوش اجائے گا۔اتنے میں فاطمہ کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل گئیں۔ڈاکٹر نے دوبارہ چیک کیا اور کہا اب خطرے سے باہر ہیں۔بس آرام کی ضرورت ہے۔فاطمہ کی آنکھ کھولتے ہی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور چلانے لگی ہانی آپی کہا ہے۔۔زیان نے اُسے سنبھالا کہا تم یہاں آرام کرو تم محفوظ ہو۔ وہ مسلسل روئے رہی تھی اتنے میں میر کی آمی نے اُسے چپ کروایا۔۔ لکین وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

میر سمندر کے بیچوں بیچ کشتی میں پہنچ چکا تھا۔ہوا تیز تھی اور ہر طرف اندھیرا تلاش کرنے کے بعد اسے وہ جہاز نظر آیا جس کا ذکر عالم خان نے کیا تھا۔وہ اندر گیا تو دیکھا۔ہانی وہیں موجود تھی۔بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی اور ارد گرد ڈر گز کے بڑے بڑے پیکٹ تھے۔

مگر ہانی کی جسم پر بم لگا تھا میر فوراً سمجھ گیا کہ یہ جال ہے۔اس نے فوراً فون نکال کر پولیس فورس اور اپنی سیکیورٹی کو کال کی۔ مگر فون نہ لگنے پر اس نے پیغامِ بیجھ دیا تھا۔

جب پولیس والے کو وزیر اعلیٰ کا پیغامِ موصول ہوا تو افرا تفری میں پولیس فورس سمندر کے اس پوائنٹ پر پہنچ گئی بم کو احتیاط سے ہٹا کر دور سمندر میں پھینک دیا گیا پانی سے آگ کے شعلے

نکل رہے تھے

میر نے ہانی کو سنبھالا۔اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ہانی نے آنکھیں کھولتے ہی گھبرا کر کہا۔فاطمہ۔۔۔فاطمہ کہاں ہے؟وہ ٹھیک ہے نا؟

میر نے سخت لہجے میں کہا۔پہلے یہ بتاؤ تم یہاں اکیلی کیوں آئی؟فاطمہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا کے میر نے کیا پوچھا ہے وہ بس فاطمہ کو پکار رہی تھی فاطمہ کیسی ہے؟کہاں ہے؟اسے کچھ ہوا تو نہیں؟میر کا کالر پکڑ اُسے پوچھ رہی تھی میر نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروایا۔وہ ٹھیک ہے میرے گھر پر ہے۔ہانی نے سکون کی سانس لی جیسے جان میں جان آئی ہو اُس نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو ابھی پھر ہانی نے ارد گرد دیکھا اس نے ڈرگز کی طرف اشارہ کیا یہ سب ڈرگز ہیں مجھے انہیں روکنا تھا... ملک کو بچانا تھا۔اُن لوگوں نے مجھے یہاں بندی بنالیا تھا جب میں نے ڈرگز کو دوسرے ملکِ میں جانے سے روکا تو۔۔۔

میر نے کہا تمھیں جان کی پروا نہی ہے ؟اپنی نہیں تو تمہیں پہلے اپنی بہن کو بچانا تھا مس ہانی۔

اس نے روتے ہوئے کہا وہ میری سگی بہن نہیں ہے لیکن سگی بہن سے بڑھ کر ہے۔ میر حیران ہو گیا۔ کیا مطلب ؟ پھر وہ کون ہے ؟

ہانی چند لمحے خاموش رہی پھر آہستہ بولی۔ یاد ہے نہ بچپن میں جو بام حادثہ ہوا تھا جس کا الزام آپ کے بابا کی حکومت پر آیا تھا اُسی دن شہر کے مال میں بھگدڑ ہو گئی تھی وہی ایک چھوٹی سی بچی رو رہی تھی شائد اُسے کوئی چھوڑ گیا تھا۔ وہ بہوت چوٹی تھی اُسے صاف طریقے سے بولنا بھی نہی آتا تھا۔ شاید وہ 3 برس یہ اس سے چھوٹی تھی اسی دن اللہ نے مجھے فاطمہ سے ملا دیا۔ ہانی کی آنکھوں میں نمی آگئی شاید وہ اپنے ماں باپ سے بچھڑ گئی تھی۔ میر اُس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ میں اسے گھر لے آئی۔ کسی نے اسے ڈھونڈا بھی نہیں شاید اس کے ماں باپ نہیں ہے وہ آج اللہ کا دیا ہوا تحفہ ہے میرے لیے میں نے اُسے اپنی چھوٹی بہن کی طرح پالا ہے

میر حیران ہوا۔۔ پھر کہا ایک منٹ اسی دن... میری بھی بہن کھو گئ تھی ہم ایک بھائی بہن تھے دراصل میری ماما مال آئی ہوئی تھی جہاں تک مجھے یاد ہے اور پھر میری ماما کو اٹیک آیا تھا لوگ کافی جمع ہو گئے تھے اور پھر شہر میں کہیں جگہ آگ لگنے کی وجہ سے مال میں بھی آگ لگ

گئی تھی پھر بھگدڑ ہونے کی وجہ سے ماما کو اسپتال منتقل کیا لیکن سیکرٹری کی لاپروائی کی وجہ سے میری بہن پر توجہ نہی دی پورا شہر ڈھونڈا وہ کہیں نہی ملی اس نے دن مال آگ کی لپیٹ میں کہی چھوٹے بچے نے جان گواہی تو ہمیں یہی لگا کے شائد حادثے میں میری بہن کی موت ہو گئی ہے

ہانی چونک گئی۔

اس کی عمر بھی تقریباً تین سال تھی اُس وقت

"اگر وہ آج زندہ ہوتی تو شاید فاطمہ جتنی ہی ہوتی

وہ پھر فاطمہ کے بارے میں سوچتا رہا پھر اس نے کہا کہیں فاطمہ میری بہن تو نہیں؟

ہانی کی آنکھیں حیرت اور پریشانی سے پھیل گئیں میر نے کہا ہانی میرے ساتھ چلو میرے گھر پر ابھی۔۔۔

پولیس نے ڈرگز کے پورے نیٹ ورک کو قبضے میں لے لیا۔ایک پولیس افسر میر کے پاس آیا۔

سر آپ جائے یہاں کا معاملہ ہم سنبھال لیں گے۔

ہر طرف پولیس اپنے کام میں مصروف تھی۔

میر نے کچھ نہیں کہا، بس ہانی کو ساتھ لیا اور تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا گاڑی تیز رفتار سے شاہ مینشن کی طرف بڑھ گئی۔

صبح ہو گئی تھی۔ میر تیزی سے شاہ مینشن کے اندر داخل ہوا۔ اس کی نظریں بے چینی سے فاطمہ کو ڈھونڈ رہی تھیں جیسے ہی وہ لان میں داخل ہوا اس کی نظر صحفے پر بیٹھی فاطمہ پر پڑی۔

ایک لمحے کے لیے وہ رک گیا... پھر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ فاطمہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے میر نے اسے گلے لگا لیا۔ فاطمہ تُم۔۔۔ تم میری چھوٹی بہن ہو۔۔ میر کی آواز بھرّا گئی تھی۔ لان میں موجود سب لوگ حیران رہ گئے۔ میر کی ماں فوراً بولیں میر بیٹا کیا ہوا ہے؟ کہاں تھے آتے ہی یہ سوال یہ لڑکی کون ہے۔ میر نے فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا امی یاد ہے جب آپ مال گئی تھی وہاں آگ لگی تھی اسی آگ میں ہماری چھوٹی بہن ہم سے بچھڑ گئی تھی۔ ہم نے پورا شہر چھان مارا تھا مگر وہ نہیں ملی تھی ہم نے سمجھا تھا کے شاید اس آگ کی لپیٹ میں ہماری لیزا کی بھی موت ہو گئی ہے۔ وہ حادثے میں بچ گئی تھی مس ہانی نے

لیزا کو بچالیا تھا ہماری بہن اتنے دن مس ہانی کے پاس رہی ہے میر نے فاطمہ کی طرف دیکھا۔ یہی ہماری لیزا ہے میری کھوئی ہوئی بہن زیان یہ سب سن کر کافی حیران ہوا اور خوش بھی بچپن میں زیان فاطمہ کو بہت پیار کرتا تھا۔ زیان میر کے گلے لگ گیا یہ چٹکی ہے بچپن میں نے کتنا رُلایا ہے میں اس کے ساتھ کتنا کھیلا ہوا اسے یاد نہی ہے اس وقت کافی چھوٹی تھی۔ میر ہنس پڑھا میر کی ماں کی ماں خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی کیا یہ بچی میری بیٹی لیزا ہے یہ بچی وہ آگے بڑھیں اور فاطمہ کو گلے لگالیا اور آنسوں کے ساتھ رونے لگی ہانی کھڑی دور یہ منظر دیکھ رہی تھی

میری بچی۔۔۔ میری لیزا۔۔۔ وہ زاروقطار رونے لگیں۔ فاطمہ خود بھی حیران اور جذباتی ہو گئی تھی اسے سب سے پہلے ہانی سے ملنا تھا وہ کھڑی ہونے ہی والی تھی اُس کی ماں نے کہا بیٹا بیٹھ جاؤ۔۔ نہیں مجھے ہانی آپی سے ملنا ہے۔۔ ہانی خاموش کھڑی سوچ میں گم ہو گئی اب فاطمہ کو اس کی اصل فیملی مل جائے گی اس نے دل میں سوچا۔ فاطمہ نے آواز دی آپی آپ خاموش کیوں ہیں کیا سچ ہے آپ میری آپی نہی ہے بتائیں ہانی اُس کے پاس آگئی اُسے گلے لگا کر خود کو مظبوط دکھایا فاطمہ یہ سچ ہے تم میری سگی بہن نہی ہو لیکن میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔

آپ کہا تھی آپ ٹھیک ہے نہ آپی آپ نے کبھی سچ کیوں نہیں بتایا۔۔ہانی نے اُسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔میں کھونا نہی چاہتی تھی مجھے لگتا تھا تم بھی ناراض ہو جاوں گی میرا اس دنیا میں کوئی نہیں تھا فاطمہ تُم واحد ہو جسے میں نے بہت چاہا ہے ہانی کے آنکھوں آنسو جاری تھے فاطمہ نے اس کو اپنے ہتھیلی سے صاف کیے آپ روئے مت آپ سے ناراض نہیں ہوں آپ کو چھوڑ کر کہی نہی جاوں گی۔۔۔۔

زیان بہت خوش تھا آخر کار خاندان مکمل ہو گیا تھا

اسی دوران شاہ صاحب بھی گھر سے باہر آئے جب انہیں سچ معلوم ہوا تو ان کی آنکھیں خوشی سے بھر آئی۔وہ سیدھا ہانی کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا بیٹی۔تم نے ہماری کھوئی ہوئی امانت کو سنبھال کر رکھا۔اللہ تمہیں اس کا بہترین اجر دے گا۔

ہانی نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

پھر سب ایک ساتھ بیٹھ گئے۔گھر میں خوشی کا ماحول تھا۔

اگلے دِن میر اور زیان اسٹڈی روم میں تھے

زیان نے کہا میر آخر کار سب ٹھیک ہو گیا ہے

میر نے کہا ہاں مگر ایک بات ابھی باقی ہے۔ مس ہانی کو خود کو قانون کے حوالے کرنا ہو گا۔

زیان نے سر ہلایا۔

میر نے ہانی کو کال کی کیا اس وقت گھر آسکتی ہو۔ اپنی بہن سے بھی مل لینا وہ تمھیں یاد کر رہی ہے۔۔ ٹھیک ہے اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا

شام ڈھل چکی تھی۔ شاہ مینشن کی کھڑکیوں سے سنہری روشنی اندر آرہی تھی۔ میر کے بلانے پر ہانی شاہ مینشن آئی تھی فاطمہ شاہ مینشن میں رہنے لگی تھی مگر اس کا دل نہیں لگتا تھا۔ وہ ہانی کو بہت یاد کرتی تھی۔ اسی لیے وہ روزانا اس سے ملنے جاتی تھی آج وہ نہیں گئی تو میر نے اُسے خود بولا لیا تھا۔ وہ لان میں بیٹھے میر کی امی سے باتیں کر رہی تھی کے فاطمہ اچانک کمرے سے باہر آئی تو وہ ہانی کو دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گئی آپی آپ کو میں بہت یاد کر رہی تھی۔ ہانی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور مسکرا کر کہا۔ میں بھی تمہیں یاد کر رہی تھی اِسلئے ملنے آگئی۔

میر کی امی نے کہا تم دونوں بیٹھ کر باتیں کرو میں آتی ہوں۔۔

فاطمہ خوش تھی کے ہانی کو دیکھ کر مگر ہانی کی آنکھوں میں اداسی تھی جیسے وہ دل ہی دل میں فاطمہ کی کمی محسوس کر رہی ہو۔ اسی دوران ایک ملازم نے آکر کہا۔

مس ہانی میر صاحب آپ کو اسٹڈی روم میں بلا رہے ہیں۔ہانی نے سر ہلایا اور وہ اسٹڈی روم کا دروازہ کھولا تو دیکھا میر اور زیان دونوں وہاں موجود تھے۔زیان نے کہا آئیں مس ہانی میر اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اور کہا مس ہانی آپ کو یہاں بلانے کی ایک وجہ ہے

ہانی نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

میر نے کہا گھبرائیں نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے

میں بس ایک بات صاف کرنا چاہتے ہوں۔سب اپنی جگہ ٹھیک ہو گیا ہے فاطمہ کو اپنی فیملی مل گئی۔شہر میں اب سکون ہے ہانی اب وقت آ گیا ہے کہ سیاہ تاج کا نقاب ہٹا دو سیاہ تاج کا قصہ ختم کرو۔ایک نئی زندگی شروع کرو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں تمہیں سزا نہیں ہونے دوں گا۔تم نے ملک کی مدد کی ہے۔ہانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے میر اس کے پاس آیا۔آپ روئے نہیں ہانی آپ روئیں گی تو میری دل کی دنیا مجھے ویران لگے گی۔

کیونکہ آپ کی مسکراہٹ ہی میرے دل کو سکون دیتی ہے۔اب وہ اس کے آنسوں صاف کر رہا تھا زیان بھی مُسکرا رہا تھا اُس نے کہا دونوں ساتھ میں اچھے لگ رہے ہو میر نے اُسے آنکھیں دکھائی زیان نے کہا مس ہانی آپ ہمیشہ میری آئیڈیل رہی ہیں۔میں آپ کے لیے

کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ عدالتوں کے چکر لگائیں زیان نے اُسے نرمی سے سمجھایا۔ سیاہ تاج کا نام ختم کر دیں نئی زندگی شروع کریں۔ اللہ نے عورت کو یہ زندگی اس راستے کے لیے نہیں دی آپ ایک کامیاب ٹیک فاؤنڈر ہیں اسی راستے پر چلیں اور بہت کامیاب ہو۔ عورت کی عزت ہی معاشرے کا حقیقی وقار ہے ہانی میں آپ کی بہت عزت کرتا پھر وہ بولی ہم اگر اجازت ہو تو مجھے اب اپنے گھر جانا ہو گا میر صاحب۔۔۔ میری بات سنے ہانی اپنی زندگی کے بارے میں سوچیں

کیا مطلب ؟۔۔

زیان نے ہنستے ہوئے کہا۔ مطلب یہ کہ آپ کو صرف جنگیں نہیں لڑنی کبھی کبھی انسان کو اپنی زندگی بھی جینی چاہیے ہانی خاموش کھڑی رہی جیسے کسی نئے فیصلے کے دہانے پر ہو۔

ہانی کے خلاف کیس چلا تھا مگر میر نے اُسے سُرخی میں نہیں آنے دیا تھا اُس نے خفیہ طور پر پورا معاملہ سنبھال لیا تھا عدالت میں وہ تمام شواہد پیش ہوئے جن سے ثابت ہوا کہ ہانی نے جو کچھ کیا تھا وہ ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی مدد اور جرائم کے خلاف تھا۔

آخر کار فیصلہ آ بھی گیا تھا ہانی کو سزا نہیں دی جائے گی اس کے بعد ہانی نے خود کو مکمل طور پر بدل لیا۔

اس نے سیاہ تاج کا نام ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور صرف اپنی کمپنی کی فاؤنڈر بن کر زندگی گزار رہی تھی اب وہ ٹیکنالوجی کے ذریعے لوگوں کی مدد کرنے لگی۔

فاطمہ اب شاہ مینشن میں مکمل رہنے لگی تھی رہنے لگی تھی۔ میر کی ماں اسے بہت پیار کرتی تھیں شاہ صاحب اس پر جان چھڑکتے تھے اور میر تو اپنی بہن کو چھیڑتا رہتا تھا۔

فاطمہ کا دل اب بھی ہانی کے پاس رہتا تھا۔

وہ تقریباً ہر دوسرے دن ہانی سے ملنے جاتی تھی

ہانی کے گھر کی خاموشی اور فاطمہ کی ہنسی دونوں ایک دوسرے کے بغیر ویران لگتے تھے

ایک دن فاطمہ ہانی سے ملنے آئی۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر ہانی کو غور سے دیکھتی رہی پھر کہا

آپی۔۔۔ہانی نے مسکرا کر پوچھا۔ کیا ہوا؟

فاطمہ نے معصومیت سے کہا۔آپ میر بھائی سے شادی کیوں نہیں کر لیتیں؟ہانی ایک دم خاموش ہو گئی۔آپی پھر ہم سب دوبارہ ایک ہی گھر میں رہیں گے۔ہانی کے چہرے پر حیرت آگئی۔وہ کچھ لمحے بول ہی نہ سکی۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا۔۔۔

تین سال بعد۔

انتخابات ہوئے اور میر ایک بار پھر بھاری اکثریت سے چیف منسٹر منتخب ہوا۔۔شہر میں جشن کا ماحول تھا۔اسی دوران میڈیا میں خوشخبری بھی آئی میڈیا میں یہ خبر سرخی بن گئی کہ شاہ خاندان اور ہانی کے درمیان رشتہ طے ہو گیا تھا۔

جلد ہی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

شاہ مینشن ایک بار پھر روشنیوں قہقہوں اور خوشیوں کی رونق بن گیا۔

اور یوں ایک خاندان جو کبھی بکھر گیا تھا اب

وقت کے ساتھ دوبارہ مکمل ہو گیا تھا ہانی کو ایک نیا گھر نام عزت اور ماں باپ مل گئے۔۔

اور میر کو ایک مضبوط ساتھ ملا جو کبھی نے ٹوٹنے والا ساتھ تھا۔۔ان سب میں سب سے زیادہ خوش فاطمہ تھی فاطمہ کو دونوں مل گئے اپنا گھر اور آپی بھی۔۔وہ دونوں کے ایک ساتھ دیکھ کر بہت خوش تھی۔۔

ختم شدہ۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842